﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد21 | جمعۃ المبارک31/جنوری 2014ء | 30/ربیع الاول 1435 ہجری قمری ❁ 31/صلح 1393 ہجری شمسی | شمارہ05

بھائی کے لئے دعا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کی اللہ کی خاطر اپنے بھائی کے لئے دعا قبول ہوتی ہے۔

(الجہاد لابن المبارک جلد1 صفحہ164 حدیث نمبر2164)

اگر اطاعت نہیں اور ایک واجب الاطاعت خلیفہ نہیں تو جتنی چاہے کثرت ہو، کامیابیاں نہیں مل سکتیں۔ خاص طور پر جب اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے حوالے سے بات ہو تو پھر اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی حقیقی اطاعت ہی انعامات کا وارث بناتی ہے اور خلافت سے مستفیض کرتی ہے۔

آج رُوئے زمین پر جماعت احمدیہ کے علاوہ کوئی جماعت نہیں جو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اس رہنما اصول کے مطابق ایک نظام سے وابستہ ہو اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے احکامات پر چلنے کی کوشش کرنے والی ہو اور خلافت کے نظام سے کامل طور پر وابستگی ہو۔

جماعت احمدیہ کے سچا ہونے اور نظامِ خلافت کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید یافتہ ہونے کے لئے یہی دلیل بہت بڑی ہے کہ جماعت احمدیہ کی تعداد اس وقت باقی مسلمان فرقوں کی تعداد سے انتہائی کم ہونے کے باوجود اسلام کی خوبصورت تعلیم کی جو تبلیغ ہے وہ جماعت احمدیہ کر رہی ہے اور پھر اس تبلیغ کے ذریعہ سے یہ تعداد ہر روز بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اس وقت زمانے کی ضرورت کے مطابق حقیقی جہاد جماعت احمدیہ ہی کر رہی ہے۔ مختلف زبانوں میں قرآنِ کریم کی اشاعت ہے تو جماعت احمدیہ کر رہی ہے۔ لٹریچر اسلام کے حق میں شائع ہو رہا ہے اور مخالفین کے جواب دیئے جا رہے ہیں تو آج یہ جماعت احمدیہ کر رہی ہے۔ ایک بہت بڑا ذریعہ ہماری تبلیغ کا ایم ٹی اے کے ذریعہ سے ہے جو چوبیس گھنٹے مختلف زبانوں میں اسلام اور احمدیت کا حقیقی پیغام پہنچا رہا ہے اور دنیا اس سے متاثر بھی ہو رہی ہے۔

دنیا بھر میں جماعتی کاوشوں کے نیک اثرات اور قبولیت کی روشن مثالیں

ایم ٹی اے کے ذریعہ سے دنیا کے کونے کونے میں جو خطبے کا پیغام پہنچتا ہے، یہ بھی سنیں۔ کہیں دن ہے، کہیں رات ہے لیکن خلافت کی آواز خطبہ جمعہ کے ذریعہ سے ہر جگہ بیک وقت پہنچ رہی ہے۔ یہ خوبصورتی آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت کے نظام کے ساتھ وابستہ کر کے اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو عطا فرمائی ہے۔ خطبہ میں دنیا کے حالات کے مطابق رہنمائی ہوتی ہے اور یہ رہنمائی بھی اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اور اُس کے فضل سے ہوتی ہے۔ مختلف موضوعات ہیں، اُن پر خطبات دیئے جاتے ہیں۔

ہر احمدی بچے، بوڑھے، جوان، مرد اور عورت پر یہ واضح ہونا چاہئے کہ اسلام کی ترقی اب خلافت کے ساتھ وابستہ ہے، نہ کہ کسی مولوی یا کسی گروہ اور کسی حکومت کے ساتھ۔ پس یہی وجہ ہے کہ آج اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو دنیا کا رہنما بنایا ہے جو حقیقی اسلام پیش کر رہی ہے، جو خاتم الخلفاء کے بعد اللہ تعالیٰ کے وعدے کے پورا ہونے کی شرط کو پورا ہوتے دیکھ رہی ہے، جو انفرادی اور اجتماعی عبادتوں میں بھی ترقی کر رہی ہے اور روحانی اور مالی اور جانی قربانیوں میں بھی آگے بڑھ رہی ہے اور اطاعت کے اعلیٰ نمونے بھی دکھا رہی ہے۔

جماعت احمدیہ کا یہ قافلہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آگے سے آگے بڑھتا چلا جائے گا۔ دعاؤں کے ساتھ اور قربانیوں کے ساتھ اور کامل اطاعت کے ساتھ اپنے آپ کو اس کا حصہ بنائیں، اس کی برکات سے فیضیاب ہوں۔

جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے 30ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر سڈنی میں 06 اکتوبر 2013ء بروز اتوار سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

اس وقت میں اپنی بات اُن آیات کے مضمون سے ہی شروع کروں گا جو ہمارے سامنے تلاوت کی گئی تھیں۔

اس وقت ان کی تفسیر اور تفصیل تو بیان نہیں ہو گی۔ بہر حال خلاصۃً اس کے چند نکات یہاں پیش کر دیتا ہوں۔

پہلی بات اللہ تعالیٰ نے یہ فرمائی کہ ایک حقیقی مومن کامل اطاعت کا نمونہ دکھاتا ہے۔ جب بھی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے حوالے سے توجہ دلائی جائے تو ایک حقیقی مومن ہمیشہ یہی جواب دیتا ہے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب یہ ردّعمل تمہارا ہو گا، جب یہ جواب تمہارا ہو گا تو سمجھ لو کہ تمہیں تمہارا مقصد حاصل ہو گیا۔ مقصد کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا۔ پھر یہ کہ کسی خوف یا منافقت سے یہ نہیں کہنا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، بلکہ تقویٰ کا اظہار ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی محبت اور اُس کی رضا مدّنظر رہتے ہوئے اطاعت کے نمونے دکھانے چاہئیں۔ اپنے خاندان، اپنے عزیزوں یا کسی ذاتی مفاد کی خاطر یہ اطاعت کرنے کے اظہار نہ ہوں۔ صرف وہاں اظہار نہ ہو جہاں اپنے مفادات کا تحفظ ہوتا ہو۔ اللہ تعالیٰ دلوں کا حال جانتا ہے۔ اطاعت کرنے کے انعام کے طور پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارا مقام بلند فرماؤں گا۔ تمہیں کامیابیاں نصیب ہوں گی۔ پھر یہ کہ منہ سے دعوے نہ کرو کہ ہمیں حکم ملے تو ہم یہ کر دیں گے، ہم وہ کر دیں گے۔ زبانی دعوے نہ ہوں کہ ہم جماعت کی خاطر ہر قربانی دینے والے ہیں۔ وقت آئے گا تو یہ نہ ہو کہ بہانے اور تاویلیں پیش کرنے لگ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ہر عمل سے واقف ہے اس لئے اپنے قول و فعل کو ایک کرو۔ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔

پھر اللہ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کو تمہاری باتوں اور بلند بانگ دعووں کی ضرورت نہیں ہے بلکہ وقت آئے تو ثابت کرو کہ کسی بھی قربانی سے تم پیچھے ہٹنے

والے نہیں۔

پھر فرمایا کہ یہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے جو احکامات ہیں، رسول کا کام اُن کو لوگوں تک پہنچا دینا ہے اور نصیحت کرنا ہے۔ اگر لوگ اُس پر عمل نہیں کرتے تو رسول اُس کا جواب دہ نہیں ہے۔ فرماتا ہے کہ اگر تم بات نہیں سنتے، نصیحت پر عمل نہیں کرتے تو اس کا بار تم پر پڑے گا، نہ کہ رسول پر۔

پھر آگے فرماتا ہے کہ اگر بات سنو گے اور عمل کرو گے تو ہدایت یافتہ کہلاؤ گے اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وارث ٹھہرو گے۔ اور انعام کیا ہے؟ فرمایا کہ تم ایک لڑی میں پروئے جاؤ گے۔ ایمان میں مضبوطی پیدا ہو گی اور خلافت کے فیض سے فیضیاب ہو گے۔

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اُس دین پر قائم کرے گا جو اُس نے تمہارے لئے پسند کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے کونسا دین پسند فرمایا ہے۔ دوسری جگہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ دینِ اسلام ہے۔ گویا خلافت کے ساتھ جڑے رہنے والے حقیقی مسلمان ہوں گے کیونکہ اسلام کی روح اکائی میں ہے، وحدت میں ہے۔

پھر فرمایا جب تم ایک اکائی بن جاؤ گے تو تمہیں تمکنت اور مضبوطی عطا ہو گی۔ بحیثیت جماعت تمہاری طاقت مضبوطی اور اکائی ایک قوت کا اظہار کرے گی۔ اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال ہو گی۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خوف کے حالات بھی پیدا ہوں گے تو اللہ تعالیٰ خلافت کے ذریعہ سے تمہارے لئے تسکین کے سامان پیدا فرماتا رہے گا اور خوف کو امن میں بدل دے گا۔

پھر فرمایا کہ پس تم خلافت کے انعام کے شکر گزار رہو تا کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات و نصرت کے نظارے دیکھتے رہو۔ فرمایا کہ انعام اُنہیں ملے گا جو حقیقی عبادت گزار ہوں گے۔ نمازوں کی طرف توجہ دینے والے ہوں گے، عبادتوں کی طرف توجہ دینے والے ہوں گے۔ فرمایا کہ پس تم اس عبادت کا حق ادا کرنے کے لئے، انعامات کے مستحق بننے کے لئے اپنی نمازوں کی طرف توجہ دو، اُنہیں قائم کرو، وقت پر ادا کرو، باجماعت ادا کرو، اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے ادا کرو۔

پھر فرمایا عبادت کے معیار بلند کرنے کے ساتھ مالی قربانی کی طرف بھی توجہ کرو تا کہ تبلیغِ اسلام بھی ہو سکے اور حقوق العباد کی ادائیگی بھی ہو سکے۔

پھر آخر میں فرمایا کہ یہ باتیں اور مالی قربانیاں تبھی ثمر آور ہوں گی، تبھی تمہیں فائدہ دیں گی جب تم رسول کی کامل اطاعت کر رہے ہو گے اور اُس کے بعد نظامِ خلافت کی اطاعت کر رہے ہو گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے امیر کی اطاعت میری اطاعت ہے اور میری اطاعت خدا تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الاحکام باب قول اللہ تعالی اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول......حدیث 7137)

پس اس آیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو دیکھیں تو خلافت کی اطاعت اُسی طرح لازم ہے جس طرح رسول کی اطاعت۔ اور پھر یہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اگر اطاعت کا یہ مادہ ہو تو بظاہر دنیاوی کمزوریوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق کامیابیاں عطا ہوں گی۔ اگر اطاعت نہیں اور ایک واجب الاطاعت خلیفہ نہیں تو جتنی چاہے کثرت ہو، کامیابیاں نہیں مل سکتیں۔ خاص طور پر جب اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے حوالے سے بات ہو تو پھر اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی حقیقی اطاعت ہی انعامات کا وارث بناتی ہے۔ اور خلافت سے مستفیض کرتی ہے۔ پس اس بات کو ہمیشہ مدّنظر رکھنا چاہئے کہ اس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے جس کو آیتِ استخلاف بھی کہتے ہیں۔

اگر جائزہ لیں تو واضح طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ آج روئے زمین پر جماعت احمدیہ کے علاوہ کوئی جماعت نہیں جو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اس رہنما اصول کے مطابق ایک نظام سے وابستہ ہو اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے احکامات پر چلنے کی کوشش کرنے والی ہو۔ اور خلافت کے نظام سے کامل طور پر وابستگی ہو۔ جماعت احمدیہ کے سچا ہونے اور نظامِ خلافت کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید یافتہ ہونے کے لئے یہی دلیل بہت بڑی ہے کہ جماعت احمدیہ کی تعداد اس وقت باقی مسلمان فرقوں کی تعداد سے انتہائی کم ہونے کے باوجود اسلام کی خوبصورت تعلیم کی جو تبلیغ ہے وہ جماعت احمدیہ کر رہی ہے اور پھر اس تبلیغ کے ذریعہ سے یہ تعداد ہر روز بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

ہم پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم جہاد نہیں کرتے۔ اس وقت زمانے کی ضرورت کے مطابق حقیقی جہاد جماعت احمدیہ ہی کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ خلافت کا اُن لوگوں سے جو عملِ صالح کر رہے ہیں وعدہ ہے، اور عملِ صالح کا مطلب ہے کہ ایسا عمل جو موقع اور محل کے لحاظ سے ہو۔ اور موقع اور محل کے لحاظ سے اس زمانے میں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہوئی ہے، تلوار کے جہاد کو ختم کر دیا گیا ہے اور صرف قلمی جہاد ہی ہے جو آج کی وقت کی ضرورت ہے۔ میڈیا کے ذریعہ جہاد ہے جو اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں بار بار اطاعت پر زور دیا ہے اور پھر آخر میں جو آیت ہے، اس میں نماز اور زکوٰۃ کے ساتھ رسول کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کو حاصل کرنے کا ذریعہ بتایا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آنے والے مسیح و مہدی کو قبول کر لینا تا کہ تم پر رحم ہو اور ایک لمبے عرصے کے تاریک زمانے کے بعد پھر خلافت کا نظام مسیح موعود اور مہدی معہود کے ذریعہ سے شروع ہو جو خاتم الخلفاء بھی ہے۔ پس اس خاتم الخلفاء نے آ کر بتانا تھا کہ حقیقی اطاعت کیا ہے اور حقیقی جہاد کیا ہے اور اس کو کس طرح سرانجام دینا ہے۔

سنگاپور میں انڈونیشین غیر از جماعت کا ایک پڑھا لکھا طبقہ بھی آیا ہوا تھا۔ پروفیسرز تھے، ڈاکٹرز تھے، اخباروں کے نمائندے تھے۔ وہاں انہوں نے کہا کہ آپ کے خلاف یہ الزام ہے کہ آپ جہاد کے قائل نہیں ہیں۔ میں نے کہا ہم جہاد کے قائل ہیں، جہاد کے خلاف ہم نہیں۔ اس وقت جو جہاد کی ضرورت ہے اُس کی نوعیت بدل گئی ہے۔ اس وقت کوئی حکومت یا کوئی تنظیم اسلام پر بحیثیت مذہبِ اسلام کے، بحیثیت مذہب حملہ آور نہیں ہے۔ سیاسی لڑائیاں ہیں، اسلام کے نام پر کوئی حملہ نہیں کیا جا رہا۔ اسلام پر حملہ اگر کیا جا رہا ہے، وہ تلوار کے ذریعہ سے نہیں بلکہ پریس کے ذریعہ سے، میڈیا کے ذریعہ سے، تبلیغ کے ذریعہ سے ہے۔ اور انہی ہتھیاروں کو استعمال کرنے کی آج ہمیں ضرورت ہے تا کہ جو ہتھیار استعمال کئے جا رہے ہیں اُسی سے ہم جواب دیں اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں فرمایا ہے کہ اس وقت قلم سے تلوار کا کام لو۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 231۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ) پس آجکل کے جہاد کا یہی ہتھیار ہے جس کے ذریعہ سے اسلام نے اس زمانے میں ترقی کرنی ہے۔ انشاء اللہ۔

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا نتیجہ ہے جو جماعت ہر روز بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ لاکھوں لوگ اسلام میں ہر سال شامل ہوتے ہیں۔ نیک فطرت مسلمان بھی حقیقت جان کر اُس حقیقی اسلام میں شامل ہو رہے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش فرمایا اور جس کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اور جو آپ نے حقیقی عمل بھی کر کے دکھایا تھا۔ اور وہی تعلیم قرآنِ کریم میں ہے۔ اور دوسرے مسلمان تعداد زیادہ ہونے کے باوجود نہ تبلیغ کے کام کر رہے ہیں، نہ ہی کوئی اور اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ ہاں جہاد جہاد کا شور مچاتے ہیں۔ جہاد قتل و غارت نہیں ہے۔ جہاد اسلام کا پیغام پہنچانا ہے، اُس کی خوبصورت تعلیم دنیا پر واضح کرنا ہے۔ لیکن مسلمانوں کا اکثریتی جو طبقہ ہے، خاموش ہے۔ کہتا تو ہے کہ جہاد ہونا چاہئے لیکن جہاد کرتا نہیں۔ اور دوسرا طبقہ جہاد کے نام پر ظلم کر کے دنیا کے امن کو برباد کر رہا ہے۔ اور یوں اسلام کو بھی بدنام کر رہا ہے۔ اور دنیا کی نظر میں یہ لوگ حقیر سے حقیر تر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ کیونکہ جو حرکتیں یہ کرتے ہیں اُس کے بعد نہ ان کو کوئی کامیابی حاصل ہوتی ہے، نہ کہیں ان کی کوئی پذیرائی ہوتی ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ کا وقار دنیا میں بلند سے بلندتر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اصل میں تو یہ جماعت احمدیہ کا وقار نہیں بلکہ اسلام کا پیغام ہے جو دنیا میں پہنچ رہا ہے اور اسلام کی تعلیم دنیا میں روشن تر ہو کے ظاہر ہوتی چلی جا رہی ہے۔

مختلف زبانوں میں قرآنِ کریم کی اشاعت ہے تو جماعت احمدیہ کر رہی ہے۔ لٹریچر اسلام کے حق میں شائع ہو رہا ہے اور مخالفین کے جواب دیئے جا رہے ہیں تو آج یہ جماعت احمدیہ کر رہی ہے۔ ایک بہت بڑا ذریعہ ہماری تبلیغ کا ایم ٹی اے کے ذریعہ سے ہے جو چوبیس گھنٹے مختلف زبانوں میں اسلام اور احمدیت کا حقیقی پیغام پہنچا رہا ہے۔ اور دنیا اس سے متاثر بھی ہو رہی ہے۔ خود مسلمانوں کو ایم ٹی اے کے ذریعہ سے حقیقی اسلام کی تعلیم کا پتہ چل رہا ہے۔ اور اکثریت کے باوجود، یا باوجود اس کے کہ دوسرے مسلمان اکثریت میں ہیں، ان کے سر جھکے ہوئے ہیں کیونکہ کوئی بھی اعتراض جو اسلام پر ہو، اس کا جواب دینے کے قابل نہیں۔ لیکن اب جب سے ان لوگوں نے، ایسے لوگوں نے جن تک ایم ٹی اے کی رسائی ہے یا وہ پہنچے ہیں، انہوں نے یہ لکھنا شروع کر دیا ہے کہ ہم اپنے سر اونچے کر کے چلنا شروع ہو گئے ہیں۔ اس کی چند مثالیں میں پیش کرتا ہوں۔ بعضوں نے سن کے احمدیت قبول کر لی اور بعض ایسے بھی ہیں جو احمدی تو نہیں ہوئے لیکن تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکے۔

الجزائر سے ہمارے ایک دوست عبدالکریم صاحب ہیں، کہتے ہیں کہ 2007ء میں ایک روز اچانک ایم ٹی اے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ جہاں تین نوجوان گفتگو کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ امام مہدی ظاہر ہو گیا ہے۔ ان کی باتوں نے ہلا کر رکھ دیا۔ ہانی صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والی غلط روایات کا ردّ کر رہے تھے جنہوں نے ایک عرصے سے مجھے پریشان کر رکھا تھا۔ مسیح موعود کے بارے میں کئی سوال پیدا ہوئے۔ سارا وقت پروگرام دیکھا اور آہستہ آہستہ شکوک دور ہو کر یقین بڑھتا چلا گیا۔ پھر مصطفیٰ ثابت صاحب کی کتاب ''السیرۃ المطھرۃ'' میں آیت میثاق النبیین کی تشریح پڑھی تو گویا اُس نے ہلا کر رکھ دیا۔ اس کے بعد ایم ٹی اے کے یہ پروگرام ریکارڈ کرنے شروع کر دیئے اور ان کو بار بار سننا شروع کیا۔ گھر والوں کو بتایا تو انہوں نے بھی فوراً قبول کر لیا لیکن کامل یقین نہ کیا۔ وقت گزرتا گیا اور سوالات ذہن میں رہے اور فیصلہ کیا کہ ان کے حل ہونے پر بیعت کروں گا۔ لیکن میرا خیال ہے کہ میری غلطی تھی کہ مَیں نے انتظار کیا۔ مجھے فوراً بیعت کرنی چاہئے تھی۔

پھر یمن سے ایک علی صاحب ہیں، کہتے ہیں کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ خدمت کرنے والوں کا مَیں جتنا بھی شکرادا کروں، کم ہے۔ تمام کارکنان کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو بہتر اجر عطا فرمائے۔ ابھی تک جماعت احمدیہ کی جتنی بھی کتب کا مطالعہ کیا ہے، اُن میں مجھے اپنی گم شدہ چیزیں ملیں اور ان کتابوں سے حقیقی اسلام نظر آیا۔

اب دیکھیں اگر آپ اپنے آپ کو ایم ٹی اے سے منسلک کر لیں گے تو ہر احمدی کا علم بھی بڑھے گا۔ ہمارے بچوں اور نوجوانوں کا علم بھی بڑھے گا۔ اس لئے میں بار بار کہا کرتا ہوں کہ ایم ٹی اے پر جو ہم اتنا خرچ کرتے ہیں ہر احمدی کو روزانہ کچھ وقت مقرر کر کے اس کا کوئی نہ کوئی پروگرام ضرور سننا چاہئے۔

پھر ایک عرب ملک کے احمد صاحب ہیں۔ وہ کہتے ہیں مَیں پہلی مرتبہ آپ سے ہمکلام ہو رہا ہوں۔ پہلی بات جو مَیں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ کی تفاسیر احسن ترین تفاسیر ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ مَیں آپ تک یہ خوشخبری بھی پہنچانا چاہتا ہوں کہ آپ کے اس چینل کو دنیا میں عربی بولنے والے ملینز کی تعداد میں دیکھتے اور سنتے ہیں۔ اور اس بات میں ذرّہ بھی شک نہیں ہے کیونکہ میں نے بیشمار لوگوں سے اس بارے میں سنا ہے اور اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

پھر الجزائر سے ایک دوست کمال صاحب ہیں، کہتے ہیں مَیں اما زیغی الجزائری نوجوان ہوں۔ بیس سال کی عمر تک تو میں اسلام کو جانتا تک نہیں تھا۔ پھر کچھ علماء کی سی ڈیز (CDs) اور ایک اسلامی چینل کی وجہ سے کچھ اثر ہوا۔ مگر چند ماہ تک یہ اثر زائل ہو گیا کیونکہ مجھے محسوس ہوا کہ ان کی باتوں میں باہم تضاد بھی ہے، نیز وہ عقل سے بھی ٹکراتی تھیں۔ پھر میرا تعارف الحوار المباشر کے توسط سے جماعت احمدیہ سے ہوا۔ میں گاہے گاہے ایم ٹی اے دیکھتا تھا۔ ایک دن ایک سلفی مولوی کو دیکھا کہ وہ جماعت کے خلاف گند بک رہا ہے۔ مجھے سمجھ نہ آئی کہ کیوں یہ مولوی گالیاں دیتے ہیں اور جماعت کے عقائد کے بارے میں بات نہیں کرتے۔ میں نے ایم ٹی اے کو مزید دیکھنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعت کر لی۔ اب انٹرنیٹ کی سہولت حاصل کرنے کے بعد میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کیا اور اپنی کمیاں دور کیں اور شرائطِ بیعت پر پوری طرح کاربند ہونے کا عزم کیا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام روحانی پرندے پیدا کرنے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ میری حالت تو اس شخص کی سی ہے جو سویا ہوا جاگے تو سورج کو اچانک اپنے سامنے چمکتا ہوا پائے۔ میری تو ایک ہی خواہش ہے کہ میں شرائطِ بیعت پر پوری طرح کاربند ہوں۔

یہ ہے نئے آنے والوں کا معیار۔

پھر ایک عرب دوست ہیں عبداللہ صاحب، لکھتے ہیں تقریباً دو سال قبل میں ٹی وی پر مختلف چینل گھما رہا تھا کہ ایم ٹی اے العربیۃ مل گیا۔ شروع میں تو کوئی توجہ نہیں دی لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ''الحوار المباشر'' اور ''لقاء مع العرب'' پروگرامز میں مسیح موعود اور امام مہدی کے ظہور کی بات کو سنا اور ایسی عظیم تفسیرِ قرآن سنی جو سیدھی دل میں جا بیٹھی تھی۔ قرآنی آیات کی تفسیر اور احادیث کی شرح سن کر روز بروز بصیرت میں اضافہ ہونے لگا۔ اور یوں محسوس ہونے لگا کہ نئی پیدائش ہو رہی ہے۔ دعا اور نماز کا حقیقی ادراک نصیب ہوا۔ اور میرے دل نے گواہی دی کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی مسیح موعود اور امام مہدی ہیں۔ اس کے بعد میں نے اپنے دوستوں اور جاننے والوں میں قرآن و حدیث کی روشنی میں تبلیغ شروع

باقی صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر283

مکرم عطیہ بنداری صاحب (3)

گزشتہ دوقسطوں میں ہم نے مکرم عطیہ بنداری صاحب آف مصر کے قبول احمدیت اوراس کے بعد متعدد مولویوں کے ساتھ ان کی گفتگو کا ذکر کیا تھا۔اس قسط میں بھی ان کی مختلف مولویوں کے ساتھ گفتگو کا حال اس غرض سے بیان کرنے کی کوشش کی جائے گی تا قارئین کرام کو اندازہ ہو سکے کہ ایک نومبائع کو کن مواقف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

گزشتہ قسط میں وزارتِ اوقاف کے ایک بڑے مولوی سے ساتھ گفتگو کا کچھ حصہ نقل کیا گیا تھا جس میں مولوی صاحب نے تقریباً ہر بات کا بغیر کسی دلیل کے انکار کردیا تھا۔اس کے بعد کی کہانی مکرم عطیہ صاحب یوں بیان کرتے ہیں کہ:

ایمان کی گواہی

جب میں نے مولوی صاحب کو ہر بات کا انکار کرتے ہوئے دیکھا تو اپنے اسلام وایمان کی گواہی دینے کے لئے ایک تحریر لکھی جس کا خلاصہ یہ ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں، اور اسلام آخری مذہب اور قرآن آخری شریعت ہے اور اگر اب کوئی اسلام کے سوا اور کسی دین کو اختیار کرے گا تو وہ قابل قبول نہ ہوگا۔قرآن خدا تعالیٰ کی ایسی محکم کتاب ہے جو نسخ ونقصان سے پاک ہے۔سنت نبوی کی پیروی واجب ہے کیونکہ یہ کتاب اللہ کی تشریح ہے۔ نبی کریمؐ آخری شرعی نبی ہیں اور آپ کے بعد نہ کوئی نئی شریعت ہے اور نہ اس کو لانے والا کوئی نیا نبی۔وغیرہ وغیرہ۔میری اس شہادت کے بارہ میں مولوی صاحب کے تبصرہ سے قبل میری فیملی میدان میں آ گئی اور کہنا شروع کر دیا کہ یہ سب تو ٹھیک ہے لیکن اس نے مسجد میں نماز ادا کرنی چھوڑ دی ہے اور یہ ایمان رکھتا ہے کہ مسیح موعود یا امام مہدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہیں۔

میں نے عرض کیا کہ میں مسیح ابن مریم کے اس امت میں آنے والی جملہ احادیث کو مانتا ہوں اور ازہر کے بعض علماء کا بھی فتویٰ ہے کہ عیسیٰ بن مریم فوت ہو چکے ہیں جیسا کہ شیخ الأزہر محمود شلتوت نے یہ فتویٰ دیا ہے۔اور مسیح ابن مریم کے نزول کی احادیث میں ’’وإمامکم منکم‘‘ اور ’’وأمّکم منکم‘‘ کے الفاظ بتاتے ہیں کہ اس موعود مسیح نے اسی امت سے ہونا ہے۔

یہ سننے کے بعد مولوی صاحب نے کہا کہ اگر تم اپنے امام مہدی اور مسیح موعود کی نبوت سے انکار کردو تو تمہارا ایمان سلامت رہ سکتا ہے۔ میں نے کہا کہ میرا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعود اور امام مہدی نبی ہیں۔اس پر مولوی صاحب نے کہا کہ پھر آپ کے بارہ میں جو فتویٰ دیا گیا ہے وہ درست ہے اور قائم رہے گا۔

میں نے اس مولوی صاحب کو بھی وفات مسیح وغیرہ کے بارہ میں بعض کتب وکاغذات دیئے تھے جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ’’مسیح ہندوستان میں‘‘ کا ترجمہ بھی شامل کر دیا تھا۔ میں نے اس کتاب کے بارہ میں مولوی صاحب سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اس میں آنے والی معلومات کسی اہمیت کی حامل نہیں ہیں۔مَیں نے کہا پھر آپ یہ کتاب اور میرا دیگر مواد مجھے واپس کر دیں۔مولوی صاحب نے فرمایا کہ یہ سب آپ کو نہیں مل سکتا کیونکہ میں اپنے سامنے اسے جلا کر خاک کردوں گا۔

آخر پر میں نے بعض امور کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ آپ کا فتویٰ تین خاندانوں کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دے گا۔اس پر مولوی صاحب نے نہایت تمسخرانہ انداز میں فرمایا کہ: تم کیا سمجھتے ہو کہ میں تمہاری باتیں سن کر اور تحریرات پڑھ کر اپنی رائے بدل لوں گا؟!

ماہرِ نفسیات کے پاس

دونامی گرامی مولوی حضرات کے ساتھ بات کرنے اوران کے فتاویٰ کے بعد بھی جب میں اپنے موقف پر قائم رہا تو میرے اہل خانہ کو گمان ہوا کہ شاید میں کسی نفسیاتی بیماری کا شکار ہو گیا ہوں لہٰذا مجھے بتائے بغیر انہوں نے ایک مشہور ماہر نفسیات ڈاکٹر احمد عکاشہ صاحب سے وقت لے لیا۔ان سے ملاقات کی ابتدا میں میری اہلیہ نے کہا کہ ہمارا 40 سال کا ساتھ ہے جو نہایت پرسکون اور محبت بھری یادوں سے عبارت ہے۔اب جب سے میرے خاوند نے ایم ٹی اے نامی ایک چینل دیکھنا شروع کیا ہے ان کی زندگی میں ایک غیر معمولی تغیر واقع ہوا ہے۔اب یہ اکثر ایسے عقائد کے بارہ میں بات کرتے رہتے ہیں جو معروف علماء کے فتاویٰ اور آراء سے متعارض ہیں۔

اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ میری اہلیہ اور بچوں کی تشویش کی مجھے بھی بہت فکر ہے لیکن شاید مشکل یہ ہے کہ حق وباطل کے مابین فرق کرنے کے لئے انہیں خود تحقیق کا وقت نہیں ملا، بلکہ انہوں نے یہ کام مولویوں پر چھوڑ دیا ہے اور خود آنکھیں بند کر کے ان کے پیچھے لگ گئے ہیں۔ان مولویوں نے ہمارے مابین علیحدگی کا فتویٰ دیا ہے۔

ہم دونوں کی بات سن کر ڈاکٹر صاحب نے میری اہلیہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمہارے خاوند کو کوئی پرابلم نہیں ہے بلکہ تمہیں مولویوں کی باتیں سننے کی بجائے اپنے گھر کو سنبھالنا چاہئے۔تمہارا خاوند نمازی ہے، قرآن کریم کی کئی آیات اسے یاد ہیں اسی طرح دیگر احکامِ دین کا پابند ہے، لہٰذا میرا مشورہ یہی ہے کہ آپ دونوں مولویوں کے فتاویٰ کو چھوڑ کر اپنے گھر کو دوبارہ آباد کریں۔

ماہر نفسیات اور خطیب مسجد سے ملاقات

ماہر نفسیات سے مفید مطلب فتویٰ نہ ملنے کے بعد میری ملاقات ڈاکٹر اسامہ القوصی صاحب سے کروائی گئی جو ماہر نفسیات اور مسجد الہدی المحمدی کے خطیب ہیں اور کئی ٹی وی پروگرامز میں آتے ہیں۔انہوں نے ہم دونوں میاں بیوی کی بات سننے کے بعد میری بیوی کو مخاطب کر کے کہا کہ تمہارے خاوند میں مجھے کوئی بدعقیدگی نظر نہیں آتی، اور تم دونوں کی علیحدگی کا فتویٰ دینے والوں نے بڑی غلطی کی ہے۔تم دونوں کا نکاح اور شادی ایک یقینی امر ہے جبکہ لوگوں کے فتاویٰ ظنی اجتہاد پر مبنی ہیں اور اصول یہ ہے کہ ظنی چیز یقینی امر کو ختم نہیں کر سکتی۔لہذا میرا مشورہ یہی ہے کہ آپ بیوی کی طرح اپنے خاوند کے حقوق ادا کریں۔ جہاں تک آپ کے خاوند کا تعلق ہے تو وہ مسلمان ہیں لیکن بعض امور کے بارہ میں غلطی پر ہیں جسے دور کرنے کی میں کوشش کروں گا۔

بہرحال میری ’غلطی‘ کو دور کرنے کے لئے ہماری اس ماہر نفسیات وخطیب سے چھ مزید ملاقاتیں ہوئیں جن میں مَیں نے انہیں بہت سے حوالہ جات دیئے اور بھرپور بحث ہوئی جس کے بعد انہوں نے کہا کہ میرے نزدیک آپ مسلمان ہیں لیکن ہم دونوں کے موقف میں ایک اصولی اختلاف آ گیا ہے اور ہم ایک ایسے مرحلہ پر آن پہنچے ہیں جہاں سے آگے بات جاری رکھنا ممکن نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ میرا ایمان ہے کہ حدیث نبوی قرآن کریم پر حاکم وقاضی ہے (نعوذ باللہ) جبکہ آپ یہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم قاضی ہے۔

{حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حکم عدل ہونے کے ناطے اس مسئلے کو بھی حل فرمایا۔ایک تو آپ نے حدیث اور سنّت میں فرق بیان فرمایا۔ دوسرا قرآن کریم کو حاکم وقاضی قرار دیا۔آپ فرماتے ہیں:

’’یہ دھوکہ نہ لگے کہ سنت اور حدیث ایک چیز ہے۔ کیونکہ حدیث تو سو ڈیڑھ سو برس کے بعد جمع کی گئی۔مگر سنت کا قرآن شریف کے ساتھ ہی وجود تھا.... کیا جب تک حدیثیں جمع نہ ہوئی تھیں لوگ نماز نہ پڑھتے تھے۔یا زکوٰۃ نہ دیتے تھے۔یا حج نہ کرتے تھے۔یا حلال وحرام سے واقف نہ تھے؟.... جن لوگوں کو ادبِ قرآن نہیں دیا گیا وہ اس موقع پر حدیث کو قاضی قرآن کہتے ہیں۔ جیسا کہ یہودیوں نے اپنی حدیثوں کی نسبت کہا۔مگر ہم حدیث کو خادم قرآن اور خادم سنت قرار دیتے ہیں۔اور ظاہر ہے کہ آقا کی شوکت خادموں کے ہونے سے بڑھتی ہے۔قرآن خدا کا قول ہے۔ اور سنت رسول اللہ کا فعل۔ اور حدیث سنت کے لئے ایک تائیدی گواہ ہے۔نعوذ باللہ یہ کہنا غلط ہے کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے۔اگر قرآن پر کوئی قاضی ہے۔تو وہ خود قرآن ہے۔‘‘ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد19 ص61-62) (ندیم)}

باقی ملاقاتوں کا خلاصہ

اس کے بعد میری بیوی نے ایک اور مشہور مولوی ڈاکٹر سعد الدین ہلالی سے میری فون پر بات کروائی۔دیگر مولوی حضرات کی طرح جماعت اوراس کے عقائد کے بارہ میں اس کی معلومات بھی دشمنان احمدیت کی کتب سے ماخوذ تھیں۔انہوں نے اس بات سے ہی انکار کر دیا کہ ہم آخری زمانے میں ہیں لہٰذا ان کے نزدیک اس وقت دجال کے ظہور اور امام مہدی کے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور میرے احمدی ہو جانے کی وجہ سے انہوں نے بھی ہم میاں بیوی کے مابین علیحدگی کے فتویٰ کی توثیق کی۔

علاوہ ازیں ڈاکٹر صلاح سلطان، ڈاکٹر عبد الراضی محمد عبدالمحسن، ڈاکٹر عبد الفتاح، اور ڈاکٹر علاء رأفت وغیرہ جیسی شخصیات سے بھی ملاقات ہوئی جن کا تعلق جامعۃ القاہرۃ سے ہے۔لیکن مروجہ اعتراضات کو دہرانے اور مولویانہ طرز پر کسی بات کو نہ ماننے کی خُو کا اظہار ہی ان سب ملاقاتوں کا ماحصل رہا۔

اس کے بعد میری ملاقات شیخ رفاعی سرور صاحب سے ہوئی، جنہوں نے میری بات سننے کے بعد کئی مرتبہ مجھے کہا کہ آپ مسلمان ہیں۔شاید ان کے ساتھ بات چیت کا سلسلہ آگے بڑھتا لیکن کچھ دنوں کے بعد ہی ان کا انتقال ہو گیا۔

تصحیح مفاہیم کے لئے کاوش

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے احمدیت کی صداقت کا قائل ہونے کے بعد میں نے میڈیا میں آنے والے بعض بنیادی اسلامی مفاہیم کی غلطیوں کی تصحیح کے لئے خطوط لکھے۔ مثلاً 29 ستمبر 2010ء کو مصری چینل پر ایک پروگرام ’’مصر النهاردة‘‘ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور رفع اِلی اللہ کے بارہ میں بات کی گئی تو میں نے اس پروگرام کے میزبان کو خط لکھ کر وفات مسیح کے دلائل تحریر کئے اور مختلف مصری علماء کے وفات مسیح کے بارہ میں فتاویٰ ارسال کئے۔

اسی طرح 23 اکتوبر 2011ء کو ایک مصری چینل ’’ڈریم 2‘‘ پر ’’المعجزة الکبری‘‘ کے نام سے نشر ہونے والے پروگرام میں نزول ابن مریم اور دجال کے بارہ میں ذکر ہوا تو میں نے وفات مسیح کے دلائل اور دجّال کی حقیقت کے بارہ میں مفصل ومدلل بحث ارسال کر دی۔ مَیں نے تو بیانِ حق اور اتمام حجت کی خاطر اپنا فرض ادا کر دیا، تاہم کسی کی جانب سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔

اہل خانہ کے ساتھ مراسلہ

مولویوں کے فتاویٰ کے پیش نظر میرے اور میرے اہل خانہ کے مابین تقریباً علیحدگی کی کیفیت ہے۔ مجھے اس بات کا افسوس ضرور ہے لیکن ان امور کی قیمت میرے ایمان سے بڑھ کر نہیں ہے۔تاہم میں ان کی خیر خواہی کی خاطر بار باران کو ہدایت کی راہ کی طرف بلاتا رہتا ہوں، اس امید پر کہ شاید کبھی میری نصیحت پر وہ کان دھریں اور شاید کبھی قبولِ ہدایت کے لئے ان کے دل کھل جائیں۔

ایک خط میں میں نے ایک نشان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ چند روز قبل ایک دوست میرے پاس آئے اور جماعت کے بارہ میں معلومات لیں۔میں نے انہیں بنیادی معلومات دینے کے بعد ایم ٹی اے العربیہ دیکھنے کا مشورہ دیا۔جس کے بعد اب اس نے بیعت کرنے کا عندیہ دیا ہے، نیز کہا ہے کہ اگر میں 24 گھنٹے بھی ایم ٹی اے العربیہ دیکھتا رہوں تو اکتاہٹ کا سامنا نہیں کرنا پڑتا کیونکہ اس پر لمحہ لمحہ خالص اسلامی تعلیمات کا بیان ہو رہا ہوتا ہے۔

اس شخص کا میرے پاس آنا کسی نشان سے کم نہیں ہے۔اس نے مسجد میں کسی سے میرے بارہ میں پوچھا تو اس نے کہا کہ عطیہ کے لئے دعا کرو کیونکہ وہ ملّت اسلام سے خارج ہو گیا ہے۔اسی بات کے بارہ میں جاننے کے لئے وہ میرے پاس آیا اور پھر احمدیت کا ہی ہو کر رہ گیا۔

یہ آپ کے لئے نشان ہے جو میں اس لئے لکھ رہا ہوں تا آپ خود غور کریں اور اس ہدایت کی راہ پر قدم ماریں۔میں نے ایسے نشانوں اور نصائح پر مشتمل کئی خطوط اپنے اہل خانہ کو لکھے ہیں لیکن افسوس کہ مولویوں کی طرح میرے اہل خانہ کے کانوں پر بھی جوں تک نہیں رینگتی اور انہوں نے میرے جملہ خطوط کا کوئی جواب نہیں دیا۔

جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں اپنی روحانی پیدائش یعنی بیعت کے دن سے ایسی زندگی گزار رہا ہوں جسے میں اپنی زندگی کے حسین ترین ایام کہہ سکتا ہوں جن میں مجھے دلی تسکین اور اطمینان ملا ہے۔قرآن کریم وحدیث نبوی کی حقیقی تفسیر پر مشتمل روحانی خزائن کا علم ونور، تفسیر کبیر اور دیگر کتبِ جماعت میں مذکور پُر معرفت کلام مجھے ہر آن جلا بخشتا ہے۔ میری صرف یہی خواہش ہے کہ یہ خیر سب تک پہنچ جائے اور سب اسے قبول کرلیں۔

(باقی آئندہ)

پیدائش جسمانی اور تکوین روحانی کے مدارج ستّہ اور کامیابی کے گُر

(تقریر فرمودہ حضرت الحاج حکیم مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ
برموقع جلسہ سالانہ 28؍دسمبر 1913ء بمقام مسجد نور قادیان)

تیسری و آخری قسط

چوتھا ذریعہ

اس کے بعد ایک بہت بڑا معاملہ آتا ہے جس کے مقابلہ میں مال کی قربانی کچھ بھی چیز نہیں۔ یہ ایک دوزخ کا نمونہ ہے انسان اس سے خدا کے فضل سے ہی بچتا ہے، یہ شہوت ہے۔ میں نے اس دوزخ کو دیکھا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے لئے وہ بہشت ہے۔ اس لئے مظفر و منصور ہونے کے بعد مال سے بھی زیادہ جس قربانی کی ضرورت ہے وہ شہوت کے مقابلہ میں عفت سے کام لینا ہے اور خدا تعالیٰ کی اس کتاب میں اس کو ان لفظوں میں ادا کیا گیا ہے وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حٰفِظُوْنَ یہاں ایک جامع لفظ رکھا ہے۔ جن سوراخوں کے ذریعہ شہوت کی آگ تیز ہوتی اور انسان کو بھڑکاتی ہے ان تمام کی حفاظت ضروری ہے کبھی یہ کانوں سے آتی ہے۔ کبھی باتوں سے اور آنکھوں سے اور بالآخر ان فروج سے اس کی تکمیل ہوتی ہے جو اس کے مظاہر ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی مجید کتاب میں فروج کا لفظ بول کر تمام کی حفاظت و نگہداشت کی تعلیم دی۔ پس مومن کو چوتھے مرتبہ پر چاہئے کہ حفاظت فروج کرے۔ ہاں اپنی بیویوں اور مملوکہ پر وہ تمتع اٹھا سکتا ہے۔

جب انسان فروج کی حفاظت کرتا ہے تو اس کے اندر ایک نور پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کو بڑھاتا ہے۔ اس لئے اس پیدائش کے مقابلہ میں ادھر رکھا۔ فَکَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ انسان اپنی فروج کی حفاظت سے بڑے نفع اٹھاتا ہے۔ میں نے 30۔32 برس کی عمر میں شادی کی تھی اور میں ان مشکلات سے واقف تھا۔ اس لئے میں نے اپنی بیوی کو کہا کہ بچوں کی شادی جلدی کر دو۔ میں نے اس سمندر کو تیر کر دیکھا ہے اور میں جانتا ہوں کہ کس قدر مشکل ہے۔ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بچایا۔ میری فطرت میں مطالعہ کتب کا شوق رکھ دیا۔ اس شوق کی وجہ سے میرا کوئی دوست نہیں بن سکتا تھا کیونکہ میں بناتا ہی نہ تھا۔ سمجھتا تھا کہ وقت ضائع ہوگا۔ مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ منزل بڑی سخت ہے۔ اس لئے تم اگر مومن ہو کر مظفر و منصور ہونا چاہتے ہو تو اپنی فروج کی حفاظت کرو اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ بامراد نہیں ہو سکتا۔

پانچواں و چھٹا گُر

اس کے بعد ایک اور مرتبہ ہے وہ ادائے امانت کا ہے انسان جب ان مدارج سے گزر جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل اس کے شامل حال ہو جاتے ہیں۔ لوگ امانت کے معنے صرف اموال تک محدود کرتے ہیں مگر مجھے جو اللہ تعالیٰ نے سمجھایا ہے وہ یہی ہے کہ امانت کے معنے ماتحت، نوکر، رعایا، میں اس کے یہی معنے کرتا ہوں۔ انسان کو چاہئے کہ اللہ نے جن وجودوں پر اسے حکومت دی ہے اور جن کو اپنے علم کے نیچے اس کے ماتحت رکھا ہے ان سے پاک سلوک کرے اور ان کے دین و دنیا کی بھلائی اور نفع رسانی میں کوشش کرے۔ ہاں اگر کوئی شخص کسی کے پاس کوئی امانت رکھے تو اس میں خیانت نہ کرے۔ پھر اس کے ساتھ ہی معاہدات کی رعایت بھی ضروری چیز ہے جب کسی قسم کی حکومت انسان کو ملتی ہے تو اس کے ساتھ ہی معاہدات کا باب بھی کھل جاتا ہے۔ اس لئے ان دونوں کو ایک ہی جگہ جمع کر کے فرمایا:۔ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رٰعُوْنَ۔ معاہدات کی رعایت بڑی بات ہے۔ میں تمہارے معاہدات کا ایک ورق پیش کرتا ہوں۔ غور تو کرو تم کہاں تک اس کی رعایت و حفاظت کرتے ہو۔ ایک تو وہ معاہدہ ہے جو **تم میرے ہاتھ پر کرتے ہو۔ پھر تم ہی میں سے وہ بدبخت بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ خلیفہ کیا چیز ہے بڑھاپے کی وجہ سے ہوش ماری گئی۔ دیکھو سنو اور یاد رکھو مجھے خدا تعالیٰ نے آپ خلیفہ بنایا ہے اور میں تم میں سے کسی کا بھی خدا کے فضل سے محتاج نہیں اور میں نے اس سے دعا کی ہے کہ مجھے ارذل العمر کے نتائج سے محفوظ رکھے اور اس نے رکھا ہے۔ اپنے کلام کا فہم مجھے عطا فرمایا ہے۔ یہ باتیں خدا تعالیٰ کو پسند نہیں ہیں وہ میرے لئے ایک غیرت رکھتا ہے۔ اس واسطے ایسے خیالات سے توبہ کرو۔ اس نے میرے قویٰ کو ہر طرح سلامت اور محفوظ رکھا ہے** (الحمدللّٰہ علیٰ ذٰلک)

پھر یہ ایک کاغذ ہے جو میرے ایک دوست نے دیا ہے۔ اس کی دوکان سے گیارہ سو روپیہ کا قرض لیا اور وقت پر ادا نہیں ہوا جس کی وجہ سے دوکان مشکلات میں پھنس گئی۔ وہ کہتا ہے سپارش کرو لوگ قرضہ ادا کر دیں۔ میں تمہیں ایک بات سناتا ہوں لوگ کہتے کہ فلاں شخص نے جنازہ نہیں پڑھا۔ میں نے پوچھا جس نے پڑھا اس نے کیا پڑھا تو کہا اس کی خبر نہیں۔ آخر میں نیت خیر کہہ کر چلے آتے ہیں۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص مر جاتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دریافت فرماتے کہ اس کے ذمہ قرض تو نہیں اگر کہتے ہے تو کہہ دیتے تم جانو! اور ایک کی بابت کہا کہ اس کے گھر میں مال ہے اور ایک کی نسبت ایک صحابی نے کہا کہ میں اس کے قرضہ کا ذمہ دار ہوں۔ تو آپؐ نے فرمایا میں تم سے لوں گا اور پھر جب صفیں درست ہوئیں تب پھر آپ نے مکرر اس صحابی کو کہا کہ تم سے لوں گا۔ جب اس نے مجبوراً اقرار کیا تو جنازہ پڑھا۔

میری اپنی یہ حالت ہے کہ تم میں سے ایک میرا دوست ہے وہ مجھے علیحدہ ملا اور اس نے مجھے دس روپیہ نذر کئے۔ میں نے کہا بہت روپیہ مل گئے ہیں تو کہا کہ آپ کی دعا سے کیا پرواہ ہے۔ اس پر میں نے اس کو کہا کہ تم نے فلاں شخص کے پانچ سو روپیہ دینے ہیں تم ہمارے دوست ہو، مرید ہو اس پانچ سو میں سے یہ دس دے دو لینے والا بھی یہاں ہی تھا۔ وہ میرے پاس سے اٹھ کر اس کے پاس گیا اور کہا کہ دو سوا بھی لے لو۔ وہ لے کر دوڑتا ہوا میرے پاس آیا کہ مولوی صاحب تم نے اس کو کہا ہے۔ غرض میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اس غریب مہاجر سے لیتے ہو تو دیتے کیوں نہیں اس کو ادا کر دو۔ وہ کہتا ہے میں نے کوٹ خریدے تھے فروخت کے لئے ان کی بھی سپارش کر دو۔ میں سپارش کرتا ہوں کہ خرید لو۔

الغرض امانات اور معاہدات کی رعایت کرو۔ اس سے تمہارے اندر ایک اور کمال پیدا ہوگا۔ جیسے نطفہ ترقی کر کے ایک انتہائی نقطہ پر پہنچتا ہے پیدائش جسمانی کے مراتب ستہ گزارنے کے بعد انسانیت کی روح اس کے اندر آتی ہے اسی طرح روحانی تکوین کے ان چھ مدارج کو طے کر کے بھی انسان کامل بنتا ہے اور اس کے مقابل میں ثُمَّ اَنْشَاْنٰہُ خَلْقًا اٰخَرَ کو رکھا ہے۔

پھر روحانی کمال کا مرتبہ وہی نماز ہے جس سے شروع کیا اور اب اسی پر ختم کر کے کہا وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ جیسے بچہ پیٹ ہی میں سے گزر کر نکلتا ہے اسی طرح پر تم اگلے جہاں تک جانے میں اپنی عمر نماز ہی میں گزار دو اور پانچ وقت کی نماز سنوار کر پڑھو۔

یہ فروع ہیں جو میں ایمان پر مترتب سمجھتا ہوں۔ ان میں سے بعض انسان کے قویٰ اور جسم پر مؤثر ہیں بعض اس کے اموال پر۔ اس کے ساتھ ہی میں تمہیں کہتا ہوں کہ بدظنیاں چھوڑ دو بدظنی بہت بری بلا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (الحجرات:13) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **ایاکم و الظن ان الظن اکذب الحدیث** (صحیح بخاری کتاب الفرائض، باب تعلیم الفرائض) بدظنی کرنے والا جھوٹا ہوتا ہے۔ اور یہ جو کہا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو پھیلایا نہ کرو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے۔

امن یا خوف کی کوئی بات تم پھیلانے کے مجاز نہیں بلکہ اسے اپنے امیر اور سر گروہ کے پاس پہنچا دو وہ جو مناسب سمجھے گا کر لے گا۔ دیکھو جس شخص نے اظہار الحق کے دو نمبر نکالے اور جنہوں نے کھلی چٹھی انصار اللہ کے نام شائع کی اور جنہوں نے خلافت کے متعلق مباحثہ کیا ان کا کوئی حق نہ تھا۔ اس کھلی چٹھی نے تو میرے دل کو کھول دیا۔

ایسا ہی ایک شخص نے ایک چھپا ہوا کارڈ میرے پاس بھیجا اور پوچھا کہ اشاعت کی اجازت دیتے ہو۔ میں نے کہا کمبخت تو نے قرآن کے خلاف کیا۔ چھاپ کر بھیجتے ہو اور پھر اشاعت کی اجازت مانگتے ہو۔ اس قسم کے لوگ قرآن کے خلاف کرتے ہیں اور وہ قوم میں جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک ہاتھ پر جمع کیا تھا تفرقہ ڈلوانا چاہتے ہیں ان سے بچو۔ پھر کسی نے کہا گھوڑی سے گرے ہیں، یہ گھوڑی خلافت کی گھوڑی ہے۔ استقامت میں فرق آ گیا۔ ایسے شریر جھوٹے ہیں خدا نے مجھے اس کا جواب سمجھا دیا ہے وہ لمبا جواب ہے۔ میں تمہیں پھر نصیحت کرتا ہوں کہ ایسے لوگوں سے بچتے رہو اور بدظنیاں چھوڑ دو۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو مومن ان صفات کو اختیار کرتے ہیں وہ کامیاب اور بامراد ہو جاویں گے۔ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْوٰرِثُوْنَ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ (11)۔

اب میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہوں اور تم میں سے جو رخصت ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے بھی دعا کرتا ہوں۔ (اور دعا سے پیشتر شیخ رحیم بخش نومسلم کی کتاب ’’آیات بینات‘‘ کی خریداری کے لئے سپارش کی اور آخر میں لمبی دعا کی جزاہ اللّٰہ احسن الجزاء۔)

(الحکم 7، 14؍فروری 1915ء صفحہ 3 تا 8)

حمدِ باری تعالیٰ

آسماں کا زمیں کا نور ہے تُو
اپنی قدرت کا اَوجِ طُور ہے تُو
تیرے جلوے عیاں ہر ایک شے میں
بہرِ قلب و نظر سُرور ہے تُو
ہر مکاں اور لامکاں میں موجود
مظہر و ظاہر و ظُہور ہے تُو
وحدہٗ لا شریک ذات تیری
نقشِ ہر غیر سے نفُور ہے تُو
تیری جلوہ گری ہے رفعتوں پر
تحتِ پاتال بھی ضرور ہے تُو
تو رگِ جاں سے بھی قریب تر ہے
کون کہتا ہے اُس سے دُور ہے تُو
خالقِ کُل جہاں ہے تیری ذات
مالکِ ساعتِ نشُور ہے تُو
وہ جو تیرے ہی ہو گئے ہیں اُن کا
ناز پرور ہے تُو غرور ہے تُو
عاصیوں کے لئے ردائے بخشش
سب گنہ گار ، اک غفور ہے تُو
جس کو حاصل ہوا ہے تیرا عرفاں
اُس کے باطن کا گویا طُور ہے تُو
اک نظر راشدِ شکستہ تن پر
ناظر و حاضر و حضُور ہے تُو

(عطاء المجیب راشد)

خطبہ جمعہ

ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشن اور بعثت کا مقصد صرف عقائد کی اصلاح کرنا نہیں تھا۔ آپ نے واضح فرمایا ہے کہ بندے کا خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنا اور اعمال کی اصلاح کرنا بھی ضروری ہے۔ بندے کا ایک دوسرے کے حق ادا کرنا بھی ایک مقصد ہے اور یہ سب باتیں اعمال پر منحصر ہیں۔

اگر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن میں کارآمد ہونا ہے۔ آپ کے مقصد کو پورا کرنے والا بننا ہے تو یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب ہم میں سے ہر ایک اپنی عملی اصلاح کی روکوں کو دُور کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔ پس ہمیں اپنی عملی قوتوں کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے اور پھر مضبوطی کے ساتھ اس پر قائم رہنے کی ضرورت ہے۔

دو قسم کی روکیں ہیں جو عملی اصلاح کے راستے میں حائل ہوتی ہیں۔ ایک قوتِ ارادی میں کمزوری اور دوسری قوتِ عملی میں کمزوری۔ ان کے درمیان میں ایک اور صورت بھی عملی اصلاح میں کمی کی ہے اور وہ ہے علمی طور پر کمزوری۔ یہ دونوں طرف اپنا اثر ڈالتی ہے۔

مختلف لوگوں کے لئے مختلف علاجوں کی ضرورت ہے۔ ایک ہی علاج ہر ایک کے لئے نہیں ہے۔ بعض کے لئے قوتِ ارادی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض کے لئے قوتِ عملی پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور بعض کے لئے اس صورت میں جبکہ بوجھ زیادہ ہو، اُن کی طاقت اور برداشت سے باہر ہو تو بیرونی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اُس وقت معاشرے کو اپنا کردار ادا کرنا پڑتا ہے، جماعت کو اپنا کردار ادا کرنا پڑتا ہے، ذیلی تنظیموں کو اپنا کردار ادا کرنا پڑتا ہے۔ پس ہمیں اپنی عملی اصلاح کے لئے ان باتوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب آف کلکتہ (انڈیا) کی وفات۔ مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 10 جنوری 2014ء بمطابق 10 صلح 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

گزشتہ دو جمعوں سے پہلے مَیں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے خطبات کی روشنی میں چند خطبے عملی اصلاح کے بارے میں دیئے تھے اور بعض اسباب بیان کئے تھے جو عملی اصلاح میں روک کا باعث بنتے ہیں اور یہ بھی ذکر ہو گیا تھا کہ اگر ہم نے من حیث الجماعت اپنی عملی اصلاح کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے ہیں تو ان روکوں کو دُور کرنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ بات بھی واضح کر دی گئی تھی کہ عمل کے متعلق ہماری روکیں عقائد کی روکوں سے زیادہ سخت ہیں۔ اس حوالے سے آج مَیں مزید کچھ کہوں گا۔

ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشن اور بعثت کا مقصد صرف عقائد کی اصلاح کرنا نہیں تھا۔ آپ نے واضح فرمایا ہے کہ بندے کا خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنا اور اعمال کی اصلاح کرنا بھی ضروری ہے اس چیز کے لئے آپ تشریف لائے ہیں۔ بندے کا ایک دوسرے کے حق ادا کرنا بھی ایک مقصد ہے اور یہ سب باتیں اعمال پر منحصر ہیں۔ نیک اعمال بجا لا کر خدا تعالیٰ کا بھی حق ادا ہوتا ہے اور بندوں کا بھی حق ادا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا تھا، پہلے بھی میں کئی دفعہ یہ چیزیں بیان کر چکا ہوں۔ فرمایا کہ "یاد رکھو کہ صرف لفّاظی اور لسّانی کام نہیں آ سکتی جب تک کہ عمل نہ ہو۔"

(ملفوظات جلد1 صفحہ 48۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر ایک موقع پر فرمایا: "اپنے ایمانوں کو وزن کرو۔ عمل ایمان کا زیور ہے۔ اگر انسان کی عملی حالت درست نہیں ہے تو ایمان بھی نہیں ہے۔"

(ملفوظات جلد1 صفحہ 249۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس اگر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن میں کارآمد ہونا ہے۔ آپ کے مقصد کو پورا کرنے والا بننا ہے تو یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب ہم میں سے ہر ایک اپنی عملی اصلاح کی روکوں کو دُور کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔ کیونکہ یہ عملی اصلاح ہی دوسروں کی توجہ ہماری طرف پھیرے گی اور نتیجۃً ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کی تکمیل میں ممدّ و معاون بن سکیں گے۔ پس ہمیں سوچنا چاہئے کہ اس کے حصول کے لئے ہم نے کیا کرنا ہے؟ کیونکہ ہمارے غالب آنے کا ایک بہت بڑا ہتھیار عملی اصلاح بھی ہے۔ ہماری اپنی اصلاح سے ہی ہمارے اندر وہ قوت پیدا ہو گی جس سے دوسروں کی اصلاح ہم کر سکیں گے۔ ہمارے غالب آنے کا مقصد کسی کو ماتحت کرنا اور دنیاوی مقاصد حاصل کرنا تو نہیں ہے۔ بلکہ دنیا کے دل اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا کر ڈالنا ہے۔ لیکن اگر ہمارے اور دوسروں میں کوئی فرق نہیں ہے تو دنیا کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ ہماری باتیں سنے۔ پس ہمیں اپنی عملی قوتوں کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے اور پھر مضبوطی کے ساتھ اس پر قائم رہنے کی ضرورت ہے۔ خود دوسروں سے مرعوب ہونے کی بجائے دنیا کو مرعوب کرنے کی ضرورت ہے آجکل جبکہ دنیا میں لوگ دنیاداری اور مادیت سے مرعوب ہو رہے ہیں ہمیں پہلے سے بڑھ کر اپنی حالتوں پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ نظریں رکھتے ہوئے اپنے آپ کو دنیا کے رعب سے نکالنے کی ضرورت ہے۔ اور دنیا کو بھی ان شیطانی حالتوں سے نکالنے کی ضرورت ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے والے ہم بن سکیں اور دنیا کی اکثر آبادی بن سکے۔ لیکن اس کے راستے میں بہت سی روکیں ہیں۔ اس کے لئے ہم نے اپنے اندر ایسی طاقت پیدا کرنی ہے کہ ان روکوں کو دُور کر سکیں۔ ہمیں دنیا کے مقابلے کے لئے بعض قواعد تجویز کرنے ہوں گے جو

ہم میں سے ہر ایک اپنے اوپر لاگو کرے اور پھر اُس کی پابندی کرے۔ اس کے لئے ہمیں اپنے نفسوں کی قربانی دینی ہوگی اور ایک ماحول پیدا کرنا ہوگا۔ جب تک ہمیں یہ حاصل نہیں ہوتا، ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔

جیسا کہ مَیں گزشتہ ایک خطبہ میں بتا چکا ہوں۔ آجکل دنیا سمٹ کر قریب تر ہو گئی ہے۔ گویا ایک شہر بن گئی ہے بلکہ یہ کہنا چاہئے ایک محلّہ بن گئی ہے۔ ہزاروں میل دُور کی برائی بھی ہر گھر میں الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ پہنچ گئی ہے اور ہر ملک کی جو خواہ ہزاروں میل دور ہے، اچھائی بھی ہر گھر تک پہنچ گئی ہے۔ مجموعی لحاظ سے ہم دیکھیں تو برائی کے پھیلنے کی شرح اچھائی کے پھیلنے کی نسبت بہت زیادہ تیز ہے۔ پھر جیسا کہ میں پہلے بھی کئی موقعوں پر ذکر کر چکا ہوں اچھائی اور برائی کا معیار بدل گیا ہے۔ ایک چیز جو اسلامی معاشرے میں برائی ہے، دنیا دار معاشرے میں جواب تقریباً لامذہب معاشرہ ہے، اس میں وہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کو ہم برائی سمجھتے ہیں۔ یہ ان کے نزدیک بہت معمولی سی چیز ہے بلکہ اچھائی سمجھی جانے لگی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مثال دی ہے کہ مغربی معاشرے میں ناچ کا رواج ہے۔ یہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں تو اتنا عام نہیں تھا یا کم از کم اس کے لئے خاص جگہوں پر جانا پڑتا تھا۔ آجکل تو ٹی وی اور انٹرنیٹ نے ہر جگہ یہ پہنچا دیا ہے اور بعض گھروں میں ہی تفریح کے نام پر ناچ کے اڈے بن گئے ہیں۔ اور بعض گھریلو فنکشنز پر بھی یہ ناچ وغیرہ ہوتے ہیں۔ خاص طور پر شادیوں کے موقع پر تفریح اور خوشی کے نام پر بیہودہ ناچ کئے جاتے ہیں۔ ایک احمدی گھر کو اس سے بالکل پاک ہونا چاہئے۔ اس پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بہرحال میں حضرت مصلح موعود کے حوالے سے بات کر رہا تھا کہ آپ نے فرمایا کہ اب مغربی ملکوں میں ناچ کا رواج ہے مگر پہلے اسے لوگ برا سمجھتے تھے۔ اب آہستہ آہستہ اسے لوگوں نے اختیار کرنا شروع کر دیا۔ پہلے عورت مرد ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر ناچتے تھے۔ پھر ایک دوسرے کے قریب منہ کر کے ناچنے لگے اور پھر یہ فاصلے کم ہونے لگے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 432 خطبہ فرمودہ 3 جولائی 1936 مطبوعہ ربوہ)

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اب تو ناچ کے نام پر بیہودگی کی کوئی حد نہیں رہی۔ ننگے لباسوں میں ٹی وی پر ناچ کئے جاتے ہیں۔ یہ کیوں پھیلا؟ صرف اس لئے کہ برائی پھیلانے والے باوجود دنیا کے شور مچانے کے کہ یہ برائی ہے، برائی پھیلانے پر استقلال سے قائم رہے اور دنیا کی باتوں کی کوئی پروا نہیں کی۔ آخر ایک وقت میں یہ کامیاب ہو گئے۔ اب تو پاکستان جو مسلمان ملک ہے اُس کے ٹی وی پر بھی تفریح کے نام پر، آزادی کے نام پر بیہودگیاں نظر آتی ہیں، ننگ نظر آتا ہے۔ گویا برائی اپنے استقلال کی وجہ سے دنیا کے ذہنوں پر حاوی ہو گئی ہے۔ پس اس کے مقابلے پر آنے کے لئے بہت بڑی منصوبہ بندی اور قربانی کی ضرورت ہے۔ اگر یہ نہ ہوئی تو پھر ہم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

پس بہت سوچنے اور غور کرنے اور محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ اُن چیزوں کو اپنانے کی ضرورت ہے جن کو اپنا کر ہم یہ روکیں دُور کر سکتے ہیں۔ جن کو استعمال میں لا کر ہمارے اندر یہ روکیں دور کرنے کی طاقت پیدا ہو سکتی ہے جس کی وجہ سے ہم برائیوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اس کے حصول کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے عمدہ رنگ میں وضاحت فرمائی ہے کہ اگر عملی اصلاح کے لئے یہ باتیں انسان میں پیدا ہو جائیں تو تبھی کامیابی مل سکتی ہے اور یہ تین چیزیں ہیں۔ نمبر ایک قوتِ ارادی۔ نمبر دو صحیح اور پورا علم۔ اور نمبر تین قوتِ عملی۔ لیکن اصل بنیادی قوتیں دو ہیں۔ قوتِ ارادی اور قوتِ عملی۔ جو چیز ان دونوں کے درمیان میں رکھی گئی ہے یعنی صحیح اور پورا علم ہونا، یہ دونوں بنیادی قوتوں پر اثر ڈالتی ہے۔ علم کا صحیح ہونا قوتِ عملی پر بھی اثر ڈالتا ہے اور قوتِ ارادی پر بھی اثر ڈالتا ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 440 خطبہ فرمودہ 10 جولائی 1936 مطبوعہ ربوہ)

بہرحال پہلے یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ قوتِ ارادی اور قوتِ عملی ہی دو بنیادی چیزیں ہیں جو عملی اصلاح پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اس کے لئے ہمیں قوتِ ارادی کو زیادہ مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ اور قوتِ عملی کے نقص کو دُور کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارا ارادہ اگر کسی برائی کو روکنے کا مضبوط ہو تو تبھی وہ برائیاں رک سکتی ہیں اور ارادے کی مضبوطی اُس وقت کام آئے گی جب عمل کرنے کی جو قوت ہے، ہمارے اندر جو طاقت ہے، اُس کی جو کمزوری ہے اُس کو دُور کریں، اُس کے نقص کو دُور کریں۔ اس کے بغیر اصلاح نہیں ہو سکتی۔

اس پہلو سے جب ہم جائزہ لیتے ہیں کہ ہماری قوتِ ارادی کیسی ہے تو ہمیں نظر آتا ہے کہ جہاں تک ارادے کا تعلق ہے اس میں بہت کم نقص ہے کیونکہ ارادے کے طور پر جماعت کے تمام یا اکثر افراد ہی تقریباً یہ چاہتے ہیں کہ ان میں تقویٰ اور طہارت پیدا ہو۔ وہ اسلامی احکام کی اشاعت کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اُس کا قرب حاصل کر سکیں۔ حضرت مصلح موعود نے اس کی وضاحت یوں فرمائی ہے کہ یہ باتیں ثابت کرتی ہیں کہ ہماری قوتِ ارادی تو مضبوط ہے اور طاقتور ہے پھر بھی نتائج صحیح نہیں نکلتے تو پھر یقیناً دو باتوں میں سے ایک بات ہے۔ یا تو یہ کہ عمل کے لئے حقیقی قوتِ ارادی جو چاہئے، اتنی ہمارے اندر نہیں ہے لیکن عقیدے کی اصلاح کے لئے جتنی قوتِ ارادی کی ضرورت تھی وہ ہم میں موجود تھی۔ اس لئے عقیدے کی تو اصلاح ہو گئی لیکن عملی اصلاح کے لئے چونکہ قوتِ ارادی کی ضرورت تھی، وہ ہم میں موجود نہیں تھی، اس لئے ہم اعمال کی اصلاح میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ اور پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ہماری عبودیت میں بھی کچھ نقص ہے۔ خدا تعالیٰ کی یہ بندگی جس کا ہم دعویٰ کرتے ہیں اُس میں بھی کچھ نقص ہے اور اس وجہ سے قوتِ عملی مفلوج ہو گئی ہے اور قوتِ ارادی کے اثر کو قبول نہیں کر رہی۔ یعنی ہماری عمل کی قوت مفلوج ہو گئی ہے اور قوتِ ارادی کا اثر قبول نہیں کر رہی۔ یا ان باتوں کو قبول کرنے کے لئے جن معاونوں کی یا جن مددگاروں کی ضرورت ہے اُن میں کمزوری ہے۔ اس صورت میں ہم جب تک قوتِ متاثرہ یا عملی قوت کا یا اثر لے کر کسی کام کو کرنے والی قوت کا علاج نہ کر لیں کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ایک طالبعلم ہے، وہ اپنا سبق یاد کرتا ہے مگر یاد نہیں رکھ سکتا۔ اُس کا جب تک ذہن درست نہیں کر لیا جاتا اُس وقت تک اُسے خواہ کتنا سبق دیا جائے، کتنی ہی بار اُسے یاد کروایا جائے یا یاد کرانے کی کوشش کی جائے، وہ اُسے یاد نہیں رکھ سکے گا۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 435,436 خطبہ فرمودہ 10 جولائی 1936 مطبوعہ ربوہ)

پس ذہن کو درست کرنے کے لئے وجوہات معلوم کرنی ہوں گی تا کہ صحیح رہنمائی ہو سکے، یا پھر سبق یاد کروانے کا طریق بدلنا ہوگا۔

پاکستان میں یہ رواج ہے کہ رٹّا لگا کر ہر چیز یاد کر لی، چاہے سمجھ آئے، نہ آئے اور اس طرح وہاں پڑھنے والے بہت سے طالبعلم تیاری کرتے ہیں، اس میں اُن کو بڑی مہارت ہوتی ہے، ایک ایک لفظ کتاب کا بعضوں کو یاد ہو جاتا ہے۔ لیکن جب یہاں مغربی ممالک کی پڑھائی کے نظام میں آتے ہیں تو یہاں کیونکہ طریقہ کار مختلف ہے، ہر چیز کو سمجھ کر پڑھنا پڑتا ہے، اس لئے بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہاں کم نمبر لینے والے یہاں بہتر نمبر لے لیتے ہیں، جلد ہی اپنے آپ کو اس نظام میں ڈھال لیتے ہیں۔ اور وہاں زیادہ نمبر لینے والے یہاں آ کر کم نمبر لیتے ہیں۔ ربوہ میں ہمارے جماعتی سکولوں کو جب بعض مجبوریوں کی وجہ سے حکومت کے بورڈوں سے علیحدہ کر کے آغا خان بورڈ کے ساتھ منسلک کیا گیا، رجسٹر کروایا گیا تو وہاں کیونکہ امتحان کا طریق مختلف تھا، اس لئے بہت سے طلباء نے لکھا کہ ہم جتنے نمبر عام پاکستانی نظامِ تعلیم جو ہے اُس کے امتحانات میں لیتے تھے ایسا نہیں ہے، اب نہیں لے سک رہے اور ہمیں سمجھ بھی نہیں آتی کہ کیا ہو گیا ہے؟ تو بعض دفعہ صرف ذہن کی بات نہیں ہوتی۔ ذہن اگر صحیح بھی ہو تو اچھی طرح یاد نہیں ہوتا۔ یہ صرف ذہن کی کمزوری نہیں ہوتی بلکہ اور بھی وجوہات ہو جاتی ہیں اور اگر ذہن بھی کمزور ہو تو پھر بالکل ہی مشکل پڑ جاتی ہے، یاد کروانے کے طریقے بدلنے پڑتے ہیں۔ یہاں ایسے کمزور ذہن بچوں کے لئے بھی خاص سکول ہوتے ہیں، اُن کو توجہ دیتے ہیں اور بعض دفعہ وہی کمزور ذہن بچے پڑھائی میں بڑے اچھے بچے نکل آتے ہیں۔

بہرحال عملی طریق بھی جو ہے وہ پریشان کر دیتا ہے اور اگر اُس صحیح طریق کو اپنایا نہ جائے تو کامیابی نہیں ملتی۔ پس جو عملی طریق کسی کام کرنے کے لئے تجویز ہوا ہے، دماغ کو بھی اُس کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے، اس کے بغیر کامیابی ممکن نہیں۔

پس ہمیں اپنی عملی اصلاح کی حالتوں کے لئے بھی اس طرف دیکھنا ہوگا۔ ہمیں دیکھنا ہوگا کہ ہماری نیکی کے ارادے دماغ کے اس حصے پر کیوں اثر نہیں کرتے جس پر اثر ہونے کے نتیجہ میں عملی اصلاح شروع ہو جاتی ہے۔ ہمیں ان روکوں کو دُور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جو اس رستے میں حائل ہوتی ہیں۔

پھر دیکھنا ہوگا کہ ہمارے عبودیت کے معیار کیا ہیں؟ ہمیں دیکھنا ہوگا کہ ہماری عملی کوشش میں نیک نیتی اور اخلاص و وفا کتنا ہے۔

پس دو قسم کی روکیں ہیں جو عملی اصلاح کے راستے میں حائل ہوتی ہیں۔ ایک قوتِ ارادی میں کمزوری اور دوسری قوتِ عملی میں کمزوری۔ لیکن جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے ان کے درمیان میں ایک اور صورت بھی عملی اصلاح میں کمی کی ہے اور وہ ہے علمی طور پر کمزوری۔ یہ دونوں طرف اپنا اثر ڈالتی ہے۔

ہم عملی زندگی میں دیکھتے ہیں کہ ارادہ بھی علم کے مطابق چلتا ہے اور عمل بھی علم کے مطابق چلتا ہے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ اگر کسی انسان کو یہ معلوم نہ ہو کہ ایک ہزار کا لشکر اُس کے مکان پر حملہ آور ہونے والا ہے بلکہ صرف اس قدر جانتا ہو کہ کسی نے حملہ کرنا ہے اور ہو سکتا ہے ایک دو آدمی ہوں تو اُس کے لئے وہ تیاری کرتا ہے۔ لیکن اگر اُسے یہ علم ہو کہ حملہ آور ایک ہزار ہیں تو پھر اُس کی تیاری اُس سے مختلف ہوتی ہے۔ پس علم کی کمی کی وجہ سے نقص پیدا ہو جاتا ہے اور علم کی صحت قوتِ ارادی کو بڑھا دیتی ہے۔ اسی طرح بعض دفعہ انسان کسی چیز کو اُٹھانے کی کوشش کرتا ہے اور اُسے ہلکی سمجھتا ہے لیکن وہ بھاری ہوتی ہے، اُٹھا نہیں سکتا۔ لیکن جب ایک دفعہ اندازہ ہو جائے کہ یہ بھاری ہے تو پھر زیادہ قوت صَرف کرتا ہے، زیادہ طاقت لگاتا ہے، اُٹھانے کا طریق بدل لیتا ہے تو پھر اُس کو اُٹھا بھی لیتا ہے۔ پس کوئی زائد طاقت اُس میں دوسری دفعہ نہیں آئی بلکہ صحیح علم ہونے کی وجہ سے اور صحیح طریق پر طاقت کا استعمال اُس نے کیا تو اس میں کامیاب ہو گیا۔

پس اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی صلاحیت تو موجود ہے۔ جب اُس صلاحیت اور طاقت کا استعمال صحیح ہو تو آسانی سے کام ہو جاتا ہے یا بہتر رنگ میں کام ہو جاتا ہے اور یہ علم کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اگر صلاحیت کا صحیح

استعمال نہ ہو تو عام معاملات میں بھی نقصان پہنچ جاتا ہے۔ پس یہاں اسی اصول کو عملی صلاحیت کے استعمال اور عملی کمزوری کو دور کرنے کے لئے لگانے کی ضرورت ہے۔ اور اس کے لئے اپنے علم کو وسیع کرنے کی ضرورت ہے تا کہ اُس کے مطابق صحیح طاقت کا استعمال کر کے اپنی کمزوریوں پر غالب آیا جا سکے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بات یہ بھی بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک انسان میں ایک قوتِ موازنہ رکھی ہے جس سے وہ دو چیزوں کے درمیان موازنہ کر سکتا ہے۔ جو یہ فیصلہ کرتی ہے کہ فلاں کام کرنے کے لئے اتنی طاقت درکار ہے۔ اور کیونکہ ساری طاقت انسان کے ہاتھ میں نہیں ہوتی بلکہ دماغ میں محفوظ ہوتی ہے۔ اس لئے پہلی دفعہ جب ایک کام نہ ہو، جیسے وزن اُٹھانے کی مثال دی گئی ہے، وزن نہ اُٹھایا جا سکے تو پھر انسان دماغ کو مزید طاقت بھیجنے کے لئے کہتا ہے اور اس طاقت کے آنے پر چیز اُٹھانے میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ قوتِ موازنہ بھی علم کے ذریعہ آتی ہے۔ خواہ اندرونی علم ہو یا بیرونی علم ہو۔ اندرونی علم سے مراد مشاہدہ اور تجربہ ہے اور بیرونی علم سے مراد باہر کی آوازیں ہیں جو کان میں پڑتی ہیں۔ جیسے باہر کے کسی حملے کی مثال دی گئی تھی۔ باہر کے حملے سے ہوشیار کرنے کے لئے باہر کی آوازیں انسان کو ہوشیار کرتی ہیں۔ لیکن یہ جو وزن اُٹھانے کی مثال دی گئی تھی، اس کے لئے قوتِ موازنہ نے خود فیصلہ کرنا ہے کہ پہلے یہ وزن نہیں اُٹھایا گیا تو اس لئے کہ تم اسے کم وزن سمجھتے تھے، اگر مثلاً دس کلو تھا تو پانچ کلو سمجھتے تھے اور تھوڑی طاقت لگائی تھی۔ اب اسے اُٹھانے کے لئے دس کلو کی طاقت لگاؤ تو اُٹھا لو گے۔ اس اصول کو اگر سامنے رکھا جائے تو جب انسان اس لائحہ عمل کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو قوتِ موازنہ یہ فیصلہ کرتی ہے کہ مجھے اپنی جدوجہد کے لئے کس قدر طاقت کی ضرورت ہے۔

بعض دفعہ صحیح علم نہ ہونے کی وجہ سے انسان اعمال کی اصلاح نہیں کر سکتا۔ اور قوتِ موازنہ عدمِ علم کی وجہ سے اُسے صحیح خبر نہیں دیتی کہ اس کی عملی اصلاح کے لئے کس قدر طاقت کی ضرورت ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 437,438 خطبہ فرمودہ 10 جولائی 1936 مطبوعہ ربوہ)

پس قوتِ موازنہ انسان کو ہوشیار کرتی ہے اور یہی ہے جو عدمِ علم کی وجہ سے اُسے غافل بھی کرتی ہے۔

قوتِ موازنہ بھی تبھی ہو گی جب کسی چیز کا علم ہو جائے۔ اگر علم ہو گا تو ہوشیار کرے گی کہ اس کو اس طرح استعمال کرو۔ علم نہیں ہو گا تو انسان وہ کام نہیں کر سکتا۔ اور پھر اسی عدمِ علم کی وجہ سے یا صحیح علم نہ ہونے کی وجہ سے انسان سے گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک بچہ جب ایسے لوگوں میں پرورش پاتا ہے جو گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں یا مستقل ہی مرتکب رہتے ہیں، ہر وقت اُن کی مجلسوں میں یہ ذکر رہتا ہے کہ جھوٹ کے بغیر تو دنیا میں گزارہ نہیں ہو سکتا تو بچے کے ذہن میں یہ خیال آ جاتا ہے کہ اس زمانے میں جھوٹ کے بغیر کامیابی حاصل ہو ہی نہیں سکتی۔

یہاں مَیں اس بات کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں جو اسائلم لینے والے آتے ہیں، وہ پتا نہیں کیوں، اکثریت کے ذہنوں میں یہ بات راسخ ہو گئی ہے کہ لمبی کہانی بنائے بغیر اور جھوٹی کہانی بنائے بغیر ہمارے کیس پاس نہیں ہوں گے۔ حالانکہ کئی مرتبہ مَیں کہہ چکا ہوں کہ اگر مختصر اور صحیح بات کی جائے تو کیس جلدی پاس ہو جاتے ہیں۔ ایسی کئی مثالیں میرے سامنے ہیں۔ کئی لوگوں نے مجھے بتایا ہے کہ انہوں نے سچی اور مختصر سی بات کی ہے اور چند دنوں میں کیس پاس ہو گیا۔ اس کے لئے تو یہی کافی ہے کہ دماغی ٹارچر اب اُن سے برداشت نہیں ہوتا۔ جہاں ہر وقت اپنا بھی دھڑکا ہے اور اپنے بچوں کا بھی دھڑکا ہے۔ بہت ساری پریشانیاں ہیں۔ سکول نہیں جا سکتے، سکولوں میں تنگ کئے جاتے ہیں تو اس طرح کی بہت ساری چیزیں ہیں۔ اسی بات پر اکثریت جو کیس ہیں وہ پاس ہو جاتے ہیں۔ پس سچائی پر قائم رہنا چاہئے اور پھر خدا تعالیٰ پر توکّل بھی کرنا چاہئے۔ یہ جھوٹی کہانیاں جب بچوں کے سامنے ذکر ہوں کہ ہم نے جج کو یہ کہانی سنائی اور وہ سنائی تو پھر بچے بھی یہی سمجھتے ہیں کہ جھوٹ بولنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ اگر جھوٹ نہ بولتے تو شاید ہمارا کیس پاس نہ ہوتا یا ہمیں فائدہ نہ پہنچ سکتا۔ یہ تصور پیدا ہو جاتا ہے کہ جھوٹ ہی ہے جو تمام ترقیات کی چابی ہے۔ یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ آجکل بھلا کون ہے جو سچ بولتا ہے۔ تو یہ سب باتیں بچوں کے ذہنوں میں اپنے بڑوں کی باتیں سن کر پیدا ہوتی ہیں۔ اور پھر اُن کا علم یہیں محدود ہو جاتا ہے کہ جھوٹ بولنا ایسی بُری بات نہیں ہے۔ اور نتیجہ کیا ہو گا پھر؟ نتیجہ ظاہر ہے کہ بڑے ہو کر جہاں جہاں بھی ایسے بچے کو جھوٹ بولنے کا موقع ملے گا وہ اپنی قوتِ موازنہ سے فیصلہ چاہے گا تو قوتِ موازنہ اُسے فوراً یہ فیصلہ دے دے گی کہ خطرہ زیادہ ہے، جھوٹ بول لو، اس میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح غیبت ہے۔ اگر بچہ اپنے اردگرد غیبت کرتے دیکھتا ہے کہ تمام لوگ ہی غیبت کر رہے ہیں تو بڑا ہو کر اُس کے سامنے جب غیبت کا موقع آتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ اگر میں نے غیبت کی تو مجھے فائدہ پہنچے گا تو قوتِ موازنہ اُسے کہتی ہے، تمہارے اردگرد تمام غیبت کرتے ہیں اگر تم غیبت کر لو تو کیا حرج ہے۔ گویا گناہ تو ہے لیکن اتنا بڑا گناہ نہیں۔ اس بارے میں گزشتہ ایک خطبہ میں بات ہو چکی ہے کہ اصلاحِ اعمال میں ایک بہت بڑی روک یہ ہے کہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ بعض گناہ بڑے ہیں اور بعض چھوٹے گناہ ہیں اور ان کو کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور پھر ان گناہوں کو جب ایک دفعہ انسان کر لے تو چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہاں انسان میں قوتِ موازنہ تو موجود ہوتی ہے مگر اس غلط علم کی وجہ سے جو اُسے ماحول نے دیا ہے، وہ انسان کو اتنی طاقت نہیں دیتی جس طاقت کے ذریعہ سے وہ گناہوں پر غالب آ سکے۔ جیسے کہ وزن اُٹھانے کی مثال بیان کی گئی تھی۔ کمزور طاقت ایک وزن کو اُٹھا نہ سکی لیکن جب دماغ نے زیادہ وزن اُٹھانے کی طاقت بھیجی تو وہی ہاتھ اُس زیادہ وزن کو اُٹھانے کے قابل ہو گیا۔ لیکن اگر انسان کی قوتِ موازنہ یہ حکم دماغ کو نہ بھیجتی تو وہ وزن نہ اُٹھا سکتا۔ اسی طرح گناہوں کو مٹانے میں بھی یہی اصول ہے۔ گناہوں کو مٹانے کی طاقت انسان میں ہوتی ہے لیکن جب گناہ سامنے آتا ہے اور قوتِ موازنہ یہ کہہ دیتی ہے کہ اس گناہ میں حرج کیا ہے کہ چھوٹا سا، معمولی سا تو گناہ ہے جب کہ اس کے کرنے سے فائدہ زیادہ حاصل ہو گا تو دماغ پھر گناہ کو مٹانے کی طاقت نہیں بھیجتا۔ وہ حس مر جاتی ہے یا ہم کہہ سکتے ہیں کہ قوتِ ارادی ختم ہو جاتی ہے اور گناہ سرزد ہو جاتا ہے۔ گویا اصلاحِ اعمال کے لئے تین چیزوں کی مضبوطی کی ضرورت ہے۔

ایک قوتِ ارادی کی مضبوطی کی ضرورت ہے، ایک علم کی زیادتی کی ضرورت ہے اور ایک قوتِ عملیہ میں طاقت کا پیدا کرنا، یہ بھی ضروری ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ علم کی زیادتی درحقیقت قوتِ ارادی کا حصہ ہوتی ہے کیونکہ علم کی زیادتی کے ساتھ قوتِ ارادی بڑھتی ہے۔ یا کہہ سکتے ہیں کہ وہ عمل کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہے۔ ان سب باتوں کا خلاصہ یہ بنے گا کہ عملی اصلاح کے لئے ہمیں تین چیزوں کی ضرورت ہے، پہلے قوتِ ارادی کی طاقت کہ وہ بڑے بڑے کام کرنے کی اہل ہو۔ علم کی زیادتی کہ ہماری قوتِ ارادی اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتی رہے کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط ہے اور صحیح کی تائید کرنی ہے اور اُس پر عمل کرنے کے لئے پورا زور لگانا ہے۔ غفلت میں رہ کر انسان مواقع نہ گنوا دے۔ تیسرے قوتِ عملیہ کی طاقت کہ ہمارے اعضاء ہمارے ارادے کے تابع چلیں۔ بد ارادوں کے نہیں، نیک ارادوں کے اور اُس کا حکم ماننے سے انکار نہ کریں۔

یہ باتیں گناہوں سے نکالنے اور اعمال کی اصلاح کا بنیادی ذریعہ ہیں۔ اپنی قوتِ ارادی کو ہمیں اُس زبردست افسر کی طرح بنانا ہو گا جو اپنے حکم کو اپنی طاقت اور قوت اور اصولوں کے مطابق منواتا ہے اور کسی مصلحت کو اپنے اوپر غالب نہیں آنے دیتا۔ ہمیں چھوٹے بڑے گناہوں کی اپنی من مانی تعریفیں بنا کر اپنے اوپر غالب آنے سے روکنا ہو گا۔ صحیح علم ہمیں اُن ناکامیوں سے محفوظ رکھے گا جو قوتِ موازنہ کی غلطیوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں جس کی مثال میں دے چکا ہوں کہ حس مر جاتی ہے۔ چھوٹے اور بڑے گناہوں کے چکر میں انسان رہتا ہے اور پھر اصلاح کا موقع ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ اور بعض دفعہ یوں بھی ہوتا ہے کہ عدمِ علم کی وجہ سے قوتِ ارادی فیصلہ ہی نہیں کر سکتی کہ اُسے کیا کرنا ہے یا کیا کرنا چاہئے۔ اسی طرح جب قوتِ عملیہ مضبوط ہو گی تو وہ قوتِ ارادی کے ادنیٰ سے ادنیٰ اشارے کو بھی قبول کر لے گی۔

حضرت مصلح موعود نے ایک نکتہ یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ

یہاں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ قوتِ عملیہ کی کمزوری دو طرح کی ہوتی ہے۔ حقیقی اور غیر حقیقی۔ غیر حقیقی تو یہ ہے کہ قوت تو موجود ہو لیکن عادت وغیرہ کی وجہ سے زنگ لگ چکا ہو اور حقیقی یہ ہے کہ ایک لمبے عرصے کے عدمِ استعمال کی وجہ سے وہ مُردہ کی طرح ہو گئی ہو اور اُسے بیرونی مدد اور سہارے کی ضرورت پیدا ہو گئی ہو۔ غیر حقیقی مثال ایسے شخص کی ہے جسے طاقت تو یہ ہو کہ مَن بوجھ اُٹھا سکے، چالیس کلو وزن اُٹھا سکے لیکن کام کرنے کی عادت نہ ہونے کی وجہ سے جب اُسے بوجھ اُٹھانے کا کہو تو اُسے گھبراہٹ چھڑ جاتی ہے، پریشانی شروع ہو جاتی ہے۔ ایسا شخص اگر اپنی طبیعت پر دباؤ ڈالے گا تو پھر بوجھ اُٹھانے کے قابل ہو جائے گا اور اُس میں کامیابی حاصل ہو جائے گی۔ اور حقیقی کی مثال یہ ہے کہ دیر تک کام نہ کرنے کی وجہ سے انسان میں کام کرنے کی طاقت ہی باقی نہیں رہتی اور اُس میں دس بیس سیر سے یا کلو سے زیادہ وزن اُٹھانے کی طاقت نہیں رہتی۔ تو ایسے شخص کو زائد وزن اُٹھوانے کے لئے مددگار دینا ہو گا۔ اُس کی اصلاح کے لئے اُس کی قوتِ ارادی کو بڑھانے کے لئے اور اُس کی قوتِ عملی کو بڑھانے کے لئے پھر کچھ اور طریقے اختیار کرنے ہوں گے۔ غرض جب طاقت کا خزانہ موجود نہ ہو تو اُس وقت بیرونی ذرائع استعمال کرنے پڑتے ہیں تا کہ کام کو پورا کیا جا سکے۔ یہی حال اعمال کی اصلاح کا ہے اور مختلف لوگوں کے لئے مختلف علاجوں کی ضرورت ہے۔ ایک ہی علاج ہر ایک کے لئے نہیں ہے۔ بعض کے لئے قوتِ ارادی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض کے لئے قوتِ عملی پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور بعض کے لئے اس صورت میں جبکہ بوجھ زیادہ ہو، اُن کی طاقت اور برداشت سے باہر ہو، بیرونی مدد کی ضرورت ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 441 خطبہ فرمودہ 10 جولائی 1936 مطبوعہ ربوہ)

اُس وقت معاشرے کو اپنا کردار ادا کرنا پڑتا ہے، جماعت کو اپنا کردار ادا کرنا پڑتا ہے، ذیلی تنظیموں کو اپنا کردار ادا کرنا پڑتا ہے۔

پس ہمیں اپنی عملی اصلاح کے لئے ان باتوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے، ان باتوں کو پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنی قوتِ ارادی کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے، قوتِ عملی کو مضبوط کرنے کی

ضرورت ہے تا کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے والے ہوں اور ہماری جو صلاحیتیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے جو طاقتیں ہمیں دی ہیں وہ زنگ لگ کے ختم نہ ہو جائیں۔ اس کی مزید وضاحت انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ مَیں کروں گا۔ آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات پیش کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ’’اللہ تعالیٰ سے اصلاح چاہنا اور اپنی قوت خرچ کرنا یہی ایمان کا طریق ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد1 صفحہ 92۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس اللہ تعالیٰ سے اصلاح چاہنا، اپنی قوتِ ارادی کو دعا کے ذریعہ سے مضبوط کرنا ہے اور قوت کا خرچ کرنا، قوتِ ارادی اور قوتِ عملی کا اظہار ہے۔ جب یہ اظہار اعلیٰ درجہ کا ہو جائے تو یہی ایمان ہے اور پھر بندہ ہر کام خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے کرتا ہے اُس کی رضا کے حصول کی طرف توجہ رہتی ہے۔

پھر آپ نے ایک جگہ فرمایا: ’’تم صرف اپنا عملی نمونہ دکھاؤ اور اس میں ایک ایسی چمک ہو کہ دوسرے اُس کو قبول کر لیں۔‘‘ (ملفوظات جلد1 صفحہ 116۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

کیونکہ جب تک اس میں چمک نہ ہو، کوئی اس کو قبول نہیں کرتا۔ جب تک تمہاری اندرونی حالت میں صفائی اور چمک نہ ہوگی، کوئی خریدار نہیں ہو سکتا۔ جب تک تمہارے اخلاق اعلیٰ درجہ کے نہ ہوں، کسی مقام تک نہیں پہنچ سکو گے۔

پس عملی حالتوں کی درستی کے لئے بہت محنت اور مسلسل نظر رکھنے کی ضرورت ہے تا کہ ہر احمدی اپنے احمدی ہونے کے مقصد کو پورا کر سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ہم اپنے آپ کو حقیقی مسلمان بنا سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

نمازوں کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب ایم اے کلکتہ انڈیا کا ہے۔ 3/جنوری 2014ء کو تقریباً 80 سال کی عمر میں قادیان میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ گزشتہ ایک سال سے بیمار تھے۔ جاپان بھی آپ کے بیٹے علاج کی غرض سے لے گئے۔ وہاں سے کچھ بہتر ہوئے تھے۔ آجکل اپنی بیٹی کے پاس قادیان تھے۔ آپ کو 1965ء میں بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت کی سعادت ملی۔ اس کے بعد یہ زندگی کے آخری لمحے تک دیوانہ وار دعوتِ الی اللہ میں مصروف رہے ہیں۔ ان کا 48 سالہ دینی خدمات کا دور ہے اور آپ کو سیکرٹری تبلیغ، قائد خدام الاحمدیہ، ناظم انصار اللہ بنگال، نائب امیر اور امیر کلکتہ، پھر لمبا عرصہ صوبائی امیر بنگال اور آسام کی حیثیت سے خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ اسی طرح نیپال کے تبلیغی امور کے نگران اور انجمن وقفِ جدید قادیان کے ممبر رہے۔ بنگالی زبان میں رسالہ ’’البشریٰ‘‘ بڑی محنت سے شائع کرتے اور لوگوں کو پوسٹ بھی خود ہی کرتے تھے۔ مکرم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان انعام غوری صاحب کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے ساتھ بنگال و آسام کے متعدد سفر کئے۔ پُرخطر ماحول میں بھی جلسے اور تقاریر کرنے سے باز نہیں رہتے تھے۔ کہتے ہیں تین مرتبہ تو خاکسار کے ساتھ نہایت مخدوش حالات میں سے بحفاظت نکلنے کا اللہ تعالیٰ نے سامان فرمایا۔ گاڑی اور سامان وغیرہ کو تو نقصان پہنچا لیکن ممبران محفوظ رہے۔ بے دھڑک ہو کے ہر خطرے کی جگہ پر لے جایا کرتے تھے۔ موصوف کے ساتھ دورہ کرتے ہوئے ہر علاقے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے تائید و نصرت کے نشانات کا تذکرہ جاری رہتا۔ بنگال و آسام میں متعدد جماعتیں مرحوم کے دور میں قائم ہوئیں۔ نہایت دلیر اور متوکل اور درویش صفت انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ قادیان میں ان کی تدفین ہوئی ہے۔ ان کے پسماندگان میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔ ایک بیٹے تو عصمت اللہ صاحب ہیں جو جلسہ سالانہ میں نظمیں وغیرہ پڑھتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کا ہر فرد تقریباً جانتا ہی ہوگا۔ ایم ٹی اے پر بھی ان کی نظمیں آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں پر قدم مارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جماعت احمدیہ ارنگا تنزانیہ میں کامیاب امن کانفرنس کا انعقاد

کمشنر ارنگا، ڈپٹی کمشنرز، میئر، ریجنل پولیس کمانڈر سمیت کئی اہم سرکاری و غیر سرکاری اور مذہبی شخصیات کی شرکت۔ ملکی میڈیا و اخبارات میں تشہیر

جماعت احمدیہ ارنگا کو خدا کے فضل سے 25 اگست 2013ء کو ایک امن کانفرنس کے انعقاد کی توفیق ملی۔ اس امن کانفرنس کی کامیابی میں حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کے ساتھ ساتھ مکرم و محترم طاہر محمود چوہدری صاحب امیر و مشنری انچارج تنزانیہ کی لحہ بہ لحہ رہنمائی اور محترم ریجنل کمشنر آف ارنگا کا خصوصی تعاون شامل حال رہا۔

مکرم محترم امیر صاحب کی منظوری سے امن کانفرنس کی تجویز جب ریجنل کمشنر صاحب کے سامنے پیش کی گئی تو انہوں نے بخوشی قبول کی اور باہمی مشورہ سے 25 اگست کی تاریخ طے پائی۔

تیاری:

اس کانفرنس کے لئے دعوت نامے تیار کر کے تمام سرکاری و نیم سرکاری افسروں کے علاوہ مذہبی، سیاسی، اور سماجی سرکردہ افراد کو پہنچائے گئے۔ دعوت نامے کے ساتھ حضرت مسیح موعود کی تحریر (میں اعلان کرتا ہوں کہ اس دنیا میں میرا کوئی دشمن نہیں ہے) کا سواحیلی ترجمہ منسلک کیا گیا تھا جس کا کانفرنس سے پہلے ہی بہت خوبصورت اور مثبت اثر ہوا۔

پریس کانفرنس:

امن کانفرنس سے ایک دن پہلے اخبار، اور TV کے نمائندوں کے ساتھ پریس کانفرنس منعقد کی گئی جس سے امن کانفرنس کی خوب تشہیر ہوئی۔ اسی دن تین بجے شام تین مقامی ریڈیوز پر تفصیلی خبریں نشر ہوئیں۔ امن کانفرنس کے انعقاد کے لئے ڈسٹرکٹ کونسل ہال کا انتخاب کیا گیا جسے مختلف بینرز مثلاً Love for all, Hatered for none اور دیگر الہامات اور تحریرات سے سجایا گیا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفاء کرام کی تصاویر بھی ہال میں آویزاں کی گئیں۔

کانفرنس کا آغاز:

25 اگست 3 بجے سہ پہر کانفرنس کا با قاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد

مکرم رفیق احمد صاحب نے مہمانوں کا تعارف کروایا جس کے بعد محترم ریجنل کمشنر صاحب آف ارنگا Dr Karistina Lishingoma نے افتتاحی ایڈریس پیش کیا۔ آپ نے اپنی افتتاحی تقریر میں اس نفسا نفسی اور بدامنی کے دور میں جماعت کی امن کے لئے کوششوں کو سراہتے ہوئے جماعت کا شکریہ ادا کیا اور مبارکباد دی نیز جماعت سے اپنے دوستانہ تعلقات اور آئندہ کے لئے ہر قسم کے تعاون کی یقین دہانی کروائی۔ اس کے بعد مکرم عبدالرحمان آمے صاحب ڈپٹی جنرل سیکریٹری جماعت احمدیہ تنزانیہ نے دنیا میں امن و امان کے قیام کے حوالہ سے اسلام احمدیت کی طرف سے کی جانے والی جماعتی خدمات و کوششوں کا مختصر ذکر کیا اور اسلام کو امن و سلامتی و باہمی اخوت و محبت کے دین کے طور پر تاریخی مثالوں سے مزین کر کے پیش کیا۔

امن کانفرنس کا مرکزی نقطہ مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب امیر و مشنری انچارج تنزانیہ کی تقریر تھی جس میں آپ نے قرآن کریم کی تعلیم کے حوالے سے باہمی رواداری، اخوت و محبت، احترام آدمیت، عدل و انصاف کا قیام، دوسروں کے جذبات کا احترام جیسے سنہرے اسلامی اصولوں کو ملک میں قیام امن کا بنیادی ذریعہ قرار دیا۔ آپ کے بعد مختلف مذہبی، سماجی، اور سرکاری شخصیات کو امن کے حوالے سے اظہار خیال کا موقع دیا گیا۔ جن میں ارنگا ریجن

باقی صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 2

کر دی۔ مگر وہ بالمقابل قصے کہانیاں اور خرافات پیش کرتے۔ میں نے ایم ٹی اے سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ حقیقت میں یہ سب علوم وہی خزائن ہیں جو مسیح موعود لٹانے آئے تھے۔ پس مبارک ہو اُسے جو سنے، سمجھے اور قبول کرے۔ میں گھر پر ہی نماز پڑھتا ہوں اور دعائیں کرتا ہوں۔ یعنی کیونکہ احمدی ہو گئے ہیں، اب مولوی کے پیچھے نماز باجماعت پڑھنا نہیں چاہتے اس لئے کہ اس عمل میں منافقت ہے۔

پھر مراکش کے ایک دوست ہیں انس صاحب، کہتے ہیں جماعت سے میرا پہلا تعارف ایم ٹی اے العربیہ کے ذریعہ 2010ء میں ہوا۔ مجھے احمدی طرزِ فکر بہت پسند ہے۔ خصوصاً وہ پروگرام جو ایم ٹی اے پر عیسائیت کے بارے میں آتے ہیں۔ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت ہے۔ جو تصویر ایم ٹی اے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دکھائی جاتی ہے وہ میرے لئے ایک surprise ہے کیونکہ اٹھارہ سال قبل مَیں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جس کے دائیں ہاتھ میں تلوار تھی اور بائیں ہاتھ میں نیزہ۔ وہ میری طرف بڑھ رہا تھا سو میں بھی اُس کی طرف بڑھا۔ اور تیزی سے بڑھتے ہوئے اُن کے داہنے ہاتھ سے تلوار لے لی۔ وہ مجھے دیکھ کر مسکرانے لگے۔ جب مَیں جاگا تو اس خواب کا میرے دل پر بہت اثر تھا۔ میں نے سوچا کہ یہ شکل ضرور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوگی۔ پھر جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھی تو یہ ہو بہو وہی شکل تھی جسے میں نے اٹھارہ سال قبل خواب میں دیکھا تھا۔

پھر عرب ہی نہیں، افریقہ کے ممالک میں بھی جس طرح اللہ تعالیٰ رہنمائی فرما رہا ہے، بورکینا فاسو سے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک نوجوان نے بیعت کی ہے۔ جب اُن سے پوچھا کہ آپ کی بیعت کی کیا وجہ ہے تو انہوں نے بتایا کہ میں ہمیشہ اس بات پر غور کرتا تھا کہ آخر کیوں سب مسلمان صرف احمدیوں کے خلاف ہیں۔ ایک روز میں نے ریڈیو احمدیہ پر خلیفۃ المسیح کا خطبہ سنا جس میں حضور نے (یعنی میری بات بتا رہے ہیں کہ انہوں نے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مغربی پروپیگنڈے کا جواب دیا تھا اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان کی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے کو اپنانے کی نصیحت فرمائی تھی۔ یہ سن کر میں نے سوچا کہ اس قدر حکمت اور دانائی کی نصیحتیں تو آج تک کسی مولوی نے ہمیں نہیں کیں۔ چنانچہ میں نے ریڈیو پر ہر ہفتہ خطبہ سننا شروع کر دیا اور باقاعدگی سے سنتا رہا۔ ان خطبات نے میری کایا پلٹ دی ہے اور میں نے بیعت کر لی۔ مجھے میرے تمام سوالات کے جوابات ان خطبات سے مل گئے۔ یہ سب احمدیوں کے مخالف اس لئے ہیں کہ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کی ایک سچی جماعت ہے اور سچوں کے ساتھ ہمیشہ یہی ہوتا آیا ہے۔

پھر اردن کا بہت بڑا اخبار ہے ''الراعی'' اُس نے اپنے 3 فروری 2013ء کے شمارے میں ایم ٹی اے کے پروگرام ''الحوار المباشر'' کے بارے میں لکھا کہ جماعت احمدیہ جو انیسویں صدی کے آخر میں ہندوستان میں قائم ہوئی، کا معاملہ چاہے کچھ بھی ہو اور مرزا غلام احمد کے دعویٰ کے بارے میں ہماری رائے کچھ بھی ہو، مگر یہ بات عیاں ہے کہ اس جماعت کے بعض افراد اور عیسائی پادریوں کے درمیان تورات اور انجیل کے بارے میں ہونے والی گفتگو نے ثابت کر دیا ہے کہ کلیسا کا لاہوتی نظریہ نہایت بودہ، منطق اور علم سے عاری اور ازمنہ وسطیٰ کی پیداوار ہے۔ جیسا کہ سب پر واضح ہے کہ جماعت احمدیہ کے علمِ کلام کے دو پہلو ہیں، ایک پہلو وہ ہے جس میں وہ امام مہدی اور مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں اپنے عقائد کے حق میں دلائل پیش کرتے ہیں اور اس کے بارے میں ہم اُن کے سامنے ٹھہر کر کئی طرح سے گفتگو کر سکتے ہیں۔ (یہ بھی ان کی بات غلط ہے، بہر حال اپنے پڑھنے والوں کے لئے انہوں نے لکھ دیا، یہ یہاں بھی ٹھہر نہیں سکتے) دوسرے کہتے ہیں کہ جبکہ ان کے علم کلام کے دوسرے پہلو میں یہ لوگ کتابِ مقدس کی روشنی میں یہودی اور عیسائی عقائد پر بحث کرتے ہیں اور حق یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے مناظروں کو عیسائی پادریوں کے بالمقابل واضح برتری حاصل ہے۔ پادریوں کے مقابلہ میں کیا معلومات کی وسعت میں اور کیا منطق اور دلیل کی قوت میں ہر لحاظ سے اُن کو واضح برتری حاصل ہے۔ احمدی چینل دیکھنے والا ہر شخص محسوس کرتا ہے کہ اختلافی مسائل کے بارے میں بحث کے دوران احمدی مناظرین میں روحانی بردباری اور حسنِ اخلاق کی خوشبو نظر آتی ہے۔ اور دلیل اور منطق کی قوت اُن کے پاس ہے۔ شاید یہ چینل اس بات میں منفرد ہے کہ اس پر گفتگو کرنے والوں کے پاس پادری زکریا پطرس کے اعتراضات کے بے شمار جواب ہیں۔ خصوصاً اُن اعتراضات کے جوابات جو اس پادری نے قرآنِ کریم کی زبان کے بارے میں کئے ہیں۔

ہم جواب دیتے ہیں ہر اُس اعتراض کا جو قرآنِ کریم پر کیا جائے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا جائے) کسی کے خلاف ہم نہیں بولتے لیکن جہاں اسلام پر حملہ ہوگا، ہم ضرور اُس کا جواب دیتے ہیں، پھر وہ مقابلے میں جواب دینا پڑتا ہے لیکن اصل تبلیغ یہی ہے کہ اسلام کی خوبصورتی دنیا پر واضح کی جائے۔

پھر لکھتے ہیں کہ ''الحوار المباشر'' پروگرام کے دوران دینی اختلافات اور بحث کا یہ تجربہ ہمیں اس بات کا احساس دلاتا ہے کہ باہم دینی اختلاف رکھنے والے لوگوں کو اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ ایک دوسرے کو سمجھنے اور عقلی اور شعوری بنیادوں کو سمجھنے کے لئے ''الحوار المباشر'' کی طرز پر گفتگو کریں۔ بات کو سمجھنا اور دوسرے فریق کے ساتھ افہام و تفہیم کا رویہ اپنانا ہی دوسری قوموں اور تہذیبوں سے تعارف کا دروازہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا ہے۔ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ۔(الحجرات:14) آجکل عربوں کے بہت سے چینل ہیں لیکن ان میں سے اکثر کم علمی، تنگ نظری کا نمونہ ہیں۔ ان کے یہ چینل بے راہ روی پھیلاتے اور طرح طرح کے جاہلانہ اور اخلاق سوز پروگرام پیش کرتے ہیں۔

اس کے باوجود کہ یہ اخلاق سوز پروگرام پیش کر رہے ہیں، یہ مسلمان ہیں اور ہم جو قرآنِ کریم کی پُر حکمت تعلیم کو دنیا پر واضح کر رہے ہیں، ہم غیر مسلم۔

کہتے ہیں کہ لیکن ان کے برخلاف اور شاذ و نادر کے طور پر مفید گفتگو پیش کرنے والا ''الحوار المباشر'' کا پروگرام بھی ہے جو کہ احمدیوں کے چینل پر آتا ہے۔ ہم پسند کرتے ہیں کہ اس طرح کے پروگرام بکثرت ہوں تا کہ یہ ایسی نورانی لہر بن جائیں جس کے سوا کوئی اور چیز ظلمات اور اندھیروں کو دور نہیں کر سکتی۔ جیسا کہ سب جاننے والے جانتے ہیں۔

اب یہ اُن کا تبصرہ ہے۔ اب یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ سے بیشک انکار کریں لیکن یہ ماننے پر مجبور ہیں کہ اسلام کی حقیقی تبلیغ اور جہاد جماعت احمدیہ ہی کر رہی ہے۔ اور اسلام کی خوبصورت تعلیم جماعت احمدیہ ہی پیش کر رہی ہے۔ اور مخالف کے مقابل پر اسلام کے دفاع کے لئے جماعت احمدیہ ہی کھڑی ہے۔ یہ تو اپنوں کے اور مسلمان کہلانے والوں کے خیالات ہیں جن میں سے بعض کو اللہ تعالیٰ نے احمدیت اور حقیقی اسلام کو قبول کرنے کی توفیق بھی عطا فرما دی۔ لیکن میں مختلف موقعوں پر، اپنے مختلف خطابات میں، تقریروں میں، مختلف فنکشنز میں بھی پیش کر چکا ہوں کہ غیر مسلم بھی یہ برملا اظہار کرتے ہیں اور یہ اظہار ''ریویو آف ریلیجنز'' میں بھی چھپتے رہے ہیں، بعض رپورٹوں میں بھی چھپتے رہے ہیں کہ یہ غیر، جو غیر مسلم ہیں کہتے ہیں کہ ہمیں حقیقی اسلام کا آج پتہ چلا ہے، ورنہ ہم اسلام میں جہاد کے نظریے کو دہشت گردی اور قتل و غارت ہی سمجھتے تھے۔ یہاں بھی مجھے یہاں کے پریس کے بعض نمائندوں نے سوال کیا کہ یہ اسلام جو تم پیش کر رہے ہو، یہ تو مختلف ہے۔ میرا ان کو یہی جواب ہوتا ہے کہ یہی حقیقی اسلام ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے پیش فرمایا اور اس پر عمل کر کے دکھایا۔ دو دن پہلے یہاں کے بڑے چینل اے بی سی (ABC) کے نمائندے آئے ہوئے تھے، انہوں نے بھی یہی کہا اور ساتھ یہ کہنے لگے کہ، لیکن ایک بات ہے کہ آسٹریلین لوگوں کو تمہارا یہ پیغام پہنچ نہیں سکا۔ پس یہ بات ہمارے لئے شرمندگی والی ہے کہ ہم سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ یہ خوبصورت پیغام کیوں نہیں ہمیں پہنچایا جا رہا۔ اُس کو تو میں نے کہا، اب تم نے میرا انٹرویو لیا ہے تو اس کو پہنچاؤ اور تمہارے ذریعہ سے ایک طبقہ تک تو پہنچے گا لیکن بہر حال ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم اس پیغام کو پہنچائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدے بھی ہیں۔ خلافت کے نظام کے ذریعہ دنیا میں اسلام کی تبلیغ پہنچنے کے وعدے بھی ہیں، لیکن ہر جگہ ہر ایک احمدی کا بھی فرض ہے کہ اس پیغام کو پہنچائے۔ کیونکہ وعدے مشروط ہیں۔ ایک حد تک تو پورے ہوں گے لیکن وہ لوگ جو اس میں اپنے آپ کو شامل نہیں کریں گے، اُس سے باہر کر رہے ہوں گے۔ دیر سے وہ وعدے پورے تو ہو جائیں گے لیکن جو نہ عمل کرنے والے ہیں، وہ محروم ہو جائیں گے۔

تعارفی لیف لیٹس آپ نے ہزاروں کی تعداد میں تقسیم کئے۔ ابھی ایک صاحب نے بیس ہزار تقسیم کئے اُن کو انعام بھی ملا۔ لیکن مَیں نے تو یہ کہا تھا کہ ایک سال میں کم از کم بڑے ممالک جو ہیں، پانچ فیصد اور چھوٹے ممالک دس فیصد آبادی تک اسلام کا یا امن کا پیغام پہنچائیں۔ بعض جماعتوں نے تو یہ کام کیا ہے کہ ملینز کی تعداد میں یہ پیغام پہنچا دیا ہے اور دنیا اُن کو جاننے لگ گئی ہے۔ بعض جماعتیں سینکڑوں میں ہیں لیکن اُنہوں نے لاکھوں میں یہ پیغام پہنچایا ہے۔ آپ ابھی تک ہزاروں میں پہنچے ہوئے ہیں یا لاکھ دو لاکھ تک بھی اگر پہنچ گئے تو یہ کوئی کمال نہیں ہے۔ اس کو بڑھانا چاہئے۔ تمام ذیلی تنظیمیں بھی اور جماعتی نظام بھی اس میں تیزی پیدا کرے کہ دس فیصد تک ہر سال پیغام پہنچائیں۔ اور اگر یہ آپ ٹارگٹ رکھیں گے تب بھی آپ کو اس ملک میں جماعت احمدیہ کا یا اسلام کا حقیقی پیغام پہنچانے کے لئے دس سال کا عرصہ چاہئے۔ دنیا چاہتی ہے کہ اب اُس تک یہ محبت اور پیار کا پیغام پہنچے، اسلام کی حقیقی تصویر پہنچے۔ پس یاد رکھیں کہ بیشک تبلیغ کے اور ذرائع بھی کام کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ بھی دنیا میں سعید فطرت لوگوں کی رہنمائی فرما رہا ہے جیسا کہ میں نے بعض واقعات بھی پیش کئے ہیں لیکن ہر احمدی کا یہ کام ہے کہ ہر تحریک جو خلافت کی طرف سے ہوتی ہے، اُس کے لئے بھرپور کوشش کرے۔ ضروری نہیں کہ جماعتی نظام پہلے توجہ دلائے، افراد بھی نظام کے پیچھے پڑ جائیں کہ ہمیں اس تبلیغی مہم میں شامل کرنے کے لئے مواد مہیا کرو۔

پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ نماز اور مالی قربانی کے ساتھ یہ وعدہ ہے۔ یعنی ہمارے کام میں برکت اُس وقت پڑے گی جب ہم اپنی نمازوں کی بھی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔ نمازوں کی ادائیگی کو بوجھ اور ٹیکس سمجھ کر نہیں ادا کریں گے بلکہ ایک لذت اور حظّ اس میں محسوس کر رہے ہوں گے اور اس کی ادائیگی ہماری سب سے بڑی ترجیح ہوگی نہ کہ دنیا کے اَور کام۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق میں ہم میں سے ہر ایک کو اُس مقام تک پہنچنے کی ضرورت ہے اور کوشش کرنی ہوگی، جہاں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دیکھنا چاہتے ہیں۔

بعض نئے آنے والے جب اپنے واقعات لکھتے ہیں کہ کس طرح احمدیت قبول کرنے کے بعد اُن کا خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا ہوا اور کس طرح اُن کو نمازوں میں حظّ اور سرور حاصل ہونا شروع ہوا تو حیرت ہوتی ہے ان چیزوں کو دیکھ کے۔

ایک لبنانی نو احمدی نے لکھا کہ پہلے میں نماز پڑھتا تھا تو زیادہ سے زیادہ تین منٹ لگتے تھے، اور اب یہ حال ہے کہ حضرت مصلح موعود کی تفسیر سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد گھنٹہ مجھے سورۃ فاتحہ پڑھنے میں گزر جاتا ہے۔ اب مجھے نماز کی بھی حقیقت سمجھ آئی ہے اور قرآن کی بھی حقیقت سمجھ آئی ہے۔

ایک عرب ملک کے دوست لکھتے ہیں کہ تقریباً دو سال قبل مَیں ٹی وی پر مختلف چینل گھما رہا تھا کہ ایم ٹی اے العربیہ مل گیا لیکن مَیں نے شروع میں تو کوئی توجہ نہ دی لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ''الحوار المباشر'' اور ''لقاء مع العرب'' پروگرامز میں مسیح موعود اور امام مہدی کے ظہور کی بات کو سنا اور ایسی عظیم تفسیرِ قرآن سنی جو سیدھی دل میں جا بیٹھی۔ اور روز بروز قرآنی آیات کی تفسیر اور احادیث کی شرح سن کر بصیرت میں اضافہ ہونے لگا اور یوں محسوس ہونے لگا کہ نئی پیدائش ہوئی ہے۔ (اور یہ پیدائش ہر احمدی کی ہونی چاہئے، کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا مقصد ہی یہی تھا) پھر کہتے ہیں کہ دعا اور نماز کا حقیقی ادراک نصیب ہوا اور میرے دل نے گواہی دی کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی مسیح موعود اور امام مہدی ہیں اور آپ کی بعثت کے دلائل واضح ہیں۔ آپ کی بعثت کے بارے میں بہت سی احادیث مَیں پہلے پڑھ چکا تھا۔ اس کے بعد میں نے اپنے دوستوں اور جاننے والوں میں اس مامور ربانی کی تبلیغ قرآن وحدیث کی روشنی میں کرنی شروع کر دی۔ اور وہ بالمقابل قصوں، کہانیوں اور خرافات کو پیش کرتے۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں حق پہچاننے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تو یہ انقلاب ہے جو دنیا میں آ رہا ہے، اُن لوگوں میں جو اپنی بیعت کی حقیقت کو سمجھ رہے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جڑ کر خلافت کی اہمیت کو بھی پہچان رہے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ اُن کی تسکینِ قلب کے سامان بھی پیدا فرما رہا ہے۔ تسکینِ دل کے لئے روپیہ پیسہ نہیں چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ کا فضل چاہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضل کی تلاش کرنے کی ہر احمدی کو ضرورت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فضل ملتا ہے اُس کی کامل فرمانبرداری سے، اُس کی کامل اطاعت سے۔

پس اگر جماعت سے جڑنے کا عہد کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے انعام کا فیض پانا ہے تو اپنی عبادتوں کے معیار بھی بلند کرنے ہوں گے۔ جو دنیا کے کام ہیں ان کو ثانوی حیثیت دینی ہوگی اور عبادت کو مقدم کرنا ہوگا۔ پھر اجتماعی عبادت ہے تو اس کی مثال جمعہ کی نماز کی ہے۔ اس طرف

بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ یہ نہیں کہ رمضان میں آخری جمعہ پڑھ لیا اور فارغ ہو گئے۔ بلکہ باقاعدگی سے ہر جمعہ کوشش کر کے ہر ایک کو پڑھنا چاہئے اور پھر جو جمعہ کا خطبہ آتا ہے، میں نے کچھ واقعات بھی سنائے کہ کس طرح ایک شخص نے کہا کہ میرے ہر سوال کا جواب مل گیا اور میری تربیت ہوتی رہی۔ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے دنیا کے کونے کونے میں جو خطبے کا پیغام پہنچتا ہے، یہ بھی سنیں۔ کہیں دن ہے، کہیں رات ہے لیکن خلافت کی آواز خطبہ جمعہ کے ذریعہ سے ہر جگہ بیک وقت پہنچ رہی ہے۔ دنیا کے اس براعظم میں گزشتہ خطبہ جو میں نے دیا وہ تمام دنیا نے دیکھا اور سنا۔ یہ خوبصورتی آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت کے نظام کے ساتھ وابستہ کر کے اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو عطا فرمائی ہے۔

خطبہ میں دنیا کے حالات کے مطابق رہنمائی ہوتی ہے اور یہ رہنمائی بھی اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اور اُس کے فضل سے ہوتی ہے۔ مختلف موضوعات ہیں، اُن پر خطبات دیئے جاتے ہیں۔ دنیا کے مسائل ہیں، اُن کے لئے دعاؤں کی تحریک ہے، یہ سب اجتماعی عبادت جو ہے، اس کا نظارہ آج جماعت احمدیہ کے علاوہ کہیں نظر نہیں آتا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عبادتوں کے ساتھ زکوٰۃ اور مالی قربانیوں کی طرف بھی توجہ دو تو تمہیں ترقیات نصیب ہوں گی۔ جماعت کی مالی تحریکات دنیا میں محروموں اور غریبوں کی خدمت کے لئے کئی پراجیکٹ چلا رہی ہیں اور پھر تبلیغ کا ذکر ہو چکا ہے، تو اس کے لئے بھی مالی تحریکات سے ہی اخراجات پورے کئے جاتے ہیں۔ اس کے لئے میدانِ جہاد کے لئے مبلغین تیار کئے جاتے ہیں۔ آج دنیا میں ہندوستان میں، پاکستان میں، کینیڈا میں، یوکے میں، جرمنی میں، گھانا میں ایسے جامعات ہیں جہاں مبلغین سات سال کورس کر کے تیار ہوتے ہیں۔ پھر معلمین کے لئے علیحدہ ادارے ان مختلف ممالک میں ہیں۔ تو ان سب کی تعلیم کا جو نصاب ہے وہ بھی ایک ہے۔ یہ بھی ایک اکائی ہے، جماعت احمدیہ کی خوبصورتی ہے کہ دنیا کے مختلف ممالک میں مختلف قوموں کے لوگ (میں انڈونیشیا کا ذکر کرنا بھول گیا، وہاں بھی جامعہ ہے۔) علم حاصل کر رہے ہیں، دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور ایک اکائی کی طرف ایک ہی نصاب کو follow کر رہے ہیں۔ پس یہ اکائی بھی خلافت کے نظام کی وجہ سے ہے۔ پھر قرآنِ کریم کے تراجم ہیں۔ جو دنیا کے مختلف ممالک میں مختلف زبانوں میں ہو چکے ہیں اور ہو بھی رہے ہیں۔ اور ہر ایک کو اسلام کی حقیقی تعلیم اور قرآنِ کریم کا حقیقی پیغام اُن کی اپنی زبان میں پہنچایا جا رہا ہے۔ پھر مختلف لٹریچر ہے۔ پھر ایم ٹی اے کا ذکر پہلے ہی ہو چکا ہے۔ اس کے ذریعہ سے تو تربیتی اور تبلیغی کام بہت زیادہ ہو رہا ہے۔ میں نے کچھ واقعات پیش کئے تھے۔ بعض واقعات اور بھی ہیں جو پیش کرتا ہوں۔

کویت سے ایک منصور صاحب ہیں، لکھتے ہیں، انہوں نے مجھے ہی لکھا ہے کہ میں نے تین ماہ سے ایم ٹی اے دیکھنا شروع کیا جس نے مجھے اندھیروں اور توہمات سے نکال کر روشنی عطا فرمائی۔ نماز جو اس سے قبل ایک جسمانی exercise سے زیادہ کچھ نہ لگتی تھی، اب اس میں روحانی لذت محسوس ہوتی ہے۔ اب یہ محسوس ہوتا ہے کہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قریش کے درمیان ہوں۔ کیونکہ جن لوگوں سے بھی میں بات کرتا ہوں وہ میری مخالفت کرتے اور کافر ٹھہراتے ہیں۔ اور جس بات نے مجھے احمدیت کی صداقت کا قائل کیا ہے وہ مولویوں کا جماعت کے خلاف بولنا ہے، اور وہ بولا گیا جھوٹ ہے۔ جب میں نے تحقیق کی تو دیکھا کہ آپ لوگ حق و صداقت پر ہیں۔

پھر مراکش سے ایک صاحب ہیں، لکھتے ہیں کہ میری والدہ اَن پڑھ ہیں اور احمدیت کے بارے میں بالکل کچھ نہیں جانتیں، تاہم ایک روز میں ایم ٹی اے دیکھ رہا تھا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر دیکھ کر بے اختیار کہنے لگیں کہ یہ تو انبیاء جیسی صورت ہے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کو یہ خیال کیسے آیا۔ کہنے لگیں کہ بس میرے دل کا یہ احساس ہے۔ الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل ظاہر کرتا جاتا ہے۔

پھر مصر سے ایک دوست لکھتے ہیں کہ میں نے پانچ چھ سال قبل خواب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ نے مجھے زور سے بھینچا اور مجھے ایک خالی جگہ لے گئے۔ اُس وقت بعض خاص حالات کی وجہ سے میں غصہ میں تھا۔ آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اس سامنے والی عمارت کی طرف دیکھو، اُسی وقت وہاں سے ایک شیطان کی سی شکل کا مسخ شدہ انسان نکلا۔ آپ نے فرمایا کہ جب انسان غصہ میں ہوتا ہے تو اُس وقت یہ شیطان اُس پر غالب ہوتا ہے۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ غصہ نہ کیا کرو۔ آپ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی۔ پھر آپ نے مجھے گلے لگایا اور چلے گئے۔ میں خوشی سے کہنے لگا کہ میرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نصیحت فرما رہے تھے۔ پھر کہتے ہیں جب میں جاگا تو سوچنے لگا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل تو نہیں تھی، میں نے کسی کو خواب میں دیکھا ہے۔ مجھے اُس وقت کچھ سمجھ نہ آئی۔ کچھ مدت کے بعد میں ٹی وی پر چینل بدل رہا تھا تو میں نے اپنے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھی۔ میں نے کہا خدایا یہ تو وہی بزرگ ہیں جن کو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ اس کے باوجود میں نے بیعت نہ کی۔ یہ چار سال قبل کی بات ہے۔ اب چند دن پہلے کی بات ہے کہ میں نیند سے جاگا تو کسی کو زور سے یہ کہتے ہوئے سنا تم ہر چیز پر ایمان رکھتے ہو، مگر مرزا غلام احمد قادیانی، جنہیں اللہ تعالیٰ نے آسمان سے رسول بنا کر بھیجا ہے، اُن پر ایمان نہیں لاتے؟ کہتے ہیں مَیں اُٹھا اور میں نے اپنے بچوں کو کہا کہ تم لوگ آج سے احمدی ہو، میں اس بات کی تمہیں اور اپنی اہلیہ کو وصیت کرتا ہوں۔ اگر تمہیں موت آئے تو احمدی ہونے کی حالت میں آئے۔

پھر اردن سے ہمارے تمیم صاحب لکھتے ہیں کہ ایک خاتون حنان صاحبہ، کویتی ہیں اور وہ اردن میں ایم فِل کر رہی ہیں۔ اُن کا جماعت سے تعارف ایم ٹی اے کے ذریعہ سے ہوا۔ بیعت کے بعد اُنہیں 'حقیقۃ الوحی' دی گئی۔ جو انہوں نے کویت واپس جاتے ہوئے جہاز میں پڑھنی شروع کر دی۔ بعد میں انہوں نے مجھے میسج (message) بھیجا کہ میں اس کتاب کو پڑھتی جا رہی تھی اور روتی جا رہی تھی۔ جو چاہے سورج کی لطیف اور روشن کرنوں سے منہ موڑ لے اور جو چاہے اُس سے لطف اندوز ہو لے۔ شکریہ کہ آپ لوگوں نے مجھے سورج دکھایا۔

پھر الجزائر سے ایک صاحب ہیں اسامہ صاحب، کہتے ہیں کہ حال ہی میں مجھے بیعت کی توفیق ایم ٹی اے دیکھنے سے ملی۔ جہاں ''الحوار المباشر'' پروگرام میں وفاتِ مسیح کی بات ہو رہی تھی۔ میں سوچنے لگا کہ واقعی حضرت مسیح عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں یا ابھی تک زندہ ہیں۔ بہرحال ایم ٹی اے کے پروگرام خصوصاً ''لقاء مع العرب'' میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی زبانی بڑی واضح اور معقول تفسیرِ قرآن سنی۔ اس پروگرام میں مجھے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تصویر بھی نظر آئی جسے دیکھ کر مجھے ایک پرانی خواب یاد آ گئی کہ میں سونے کی چارپائی پر لیٹا ہوں اور ایک داڑھی والے بزرگ میرے گرد چکر لگاتے ہیں۔ ایم ٹی اے پر حضور علیہ السلام کی تصویر دیکھ کر معلوم ہوا کہ یہی وہ بزرگ تھے اور یقین ہو گیا کہ جماعت سچی ہے۔

جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ ان آیات میں بار بار اطاعت کا ذکر آتا ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی اطاعت کے بعد خلافت کی اطاعت بھی ضروری ہے۔ اور یہاں فرمایا کہ معروف فیصلے پر عمل کرو۔ اور معروف فیصلہ یہ ہے جو شریعت کے مطابق ہے۔ یہ چند لوگوں کے واقعات جو میں نے سنائے ہیں، جنہوں نے بیعت کی اور اپنے ایمان اور اخلاص میں اتنا بڑھ رہے ہیں اور خلافت سے محبت اور وفا میں اتنا بڑھ گئے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے دیکھ کے اور یہ چون و چرا کا سوال نہیں کرتے بلکہ خلافت کی طرف سے جو بات کی جاتی ہے، اُس کو ہمیشہ یہ معروف فیصلہ سمجھتے ہیں۔ کیونکہ معروف فیصلہ وہ ہے جو شریعت کے مطابق ہے۔ اور ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ خلیفہ کبھی شریعت کے خلاف فیصلہ نہیں دے گا۔ کیونکہ خلیفہ کا کام ہی نبی کے کام کو آگے بڑھانا ہے۔ جب مسیح موعود کی آمد کے ساتھ خلافت علیٰ منہاج نبوت کے دائمی ہونے کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تو اس کا مطلب ہی یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کام کے تسلسل کو خلافت نے ہی جاری رکھنا ہے۔ پس خلافت سے وابستہ ہونا اور اس کی باتوں پر عمل کرنا ہر اُس شخص کا کام ہے جو اپنے آپ کو بیعت میں شامل کرتا ہے۔ ہر اُس مومن کا فرض ہے جو اپنے آپ کو خلافت کے انعام کا حصہ دار بنانا چاہتا ہے۔ بعض واقعات میں نے سنائے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی رہنمائی بھی فرمائی اور انہوں نے خلیفہ وقت کو بھی دیکھا۔ بہت سارے ایسے واقعات بھی آتے ہیں، میں نے بیان نہیں کئے، ایک آدھ میں نے سنایا بھی ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ یہ ان لوگوں کو دکھانا چاہتا ہے کہ خلافتِ راشدہ کا نظام ہی ہے جو اب جاری ہو چکا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی منشاء اور مرضی ہے کہ یہ جاری رہنا ہے۔

پس ہر احمدی بچے، بوڑھے، جوان، مرد اور عورت پر یہ واضح ہونا چاہئے کہ اسلام کی ترقی اب خلافت کے ساتھ وابستہ ہے، نہ کہ کسی مولوی یا کسی گروہ اور کسی حکومت کے ساتھ۔ پس یہی وجہ ہے کہ آج اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو دنیا کا رہنما بنایا ہے جو حقیقی اسلام پیش کر رہی ہے، جو خاتم الخلفاء کے بعد اللہ تعالیٰ کے وعدے کے پورا ہونے کی شرط کو پورا ہوتے دیکھ رہی ہے، جو انفرادی اور اجتماعی عبادتوں میں بھی ترقی کر رہی ہے اور روحانی اور مالی اور جانی قربانیوں میں بھی آگے بڑھ رہی ہے اور اطاعت کے اعلیٰ نمونے بھی دکھا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو وعدہ فرمایا تھا، اُس کی شرطیں پوری کرنے والے تو پیدا ہوتے رہیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیشگوئی فرمائی تھی، وہ تو پوری ہو گی انشاء اللہ تعالیٰ، لیکن ہر احمدی کو یہ فکر بھی ہونی چاہئے کہ وہ اور اُس کی نسلیں کہیں اس شرط کو پورا نہ کر کے انعام سے محروم نہ ہو جائیں۔

پس بڑے فکر کا مقام ہے، جماعت احمدیہ کا یہ قافلہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آگے سے آگے بڑھتا چلا جائے گا اور دنیا کی کوئی طاقت اس کی ترقی کو نہیں روک سکتی۔ پس جیسا کہ مَیں نے کہا، دعاؤں کے ساتھ اور قربانیوں کے ساتھ اور کامل اطاعت کے ساتھ اپنے آپ کو اس کا حصہ بنائیں، اس کی برکات سے فیضیاب ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کریں اور وہ مشن ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خوبصورت اُسوہ کو دنیا پر ثابت کرنا۔ قرآنِ کریم کی روشن تعلیم دنیا کو بتانا۔ مسلمانوں کو بھی دینِ واحد پر جمع کرنا اور غیر مسلم کو بھی خدا تعالیٰ کے آگے جھکانا۔ پس اُٹھیں اور اپنے اس فریضہ کو پورا کرنے کے لئے صرف منہ سے نہیں بلکہ اپنے ہر عمل سے اس کوشش میں جُت جائیں۔ جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کا عملی مظاہرہ کر کے اُن لوگوں میں شامل ہو جائیں جنہوں نے قیامت تک اس وعدے کے پورا ہونے کا مصداق بنتے چلے جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری نسلوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

دعا کرلیں۔ (دعا)

......☆☆☆☆......

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ: رپورٹ دورۂ جاپان از صفحہ نمبر 20

اور جاپان میں زلزلوں کے بعد خدمات پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ کا اظہار کرتا ہوں۔

☆......**اس کے بعد آئی چی صوبہ کے گورنر کا پیغام عمر احمد ڈار صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ آئی چی صوبہ کے گورنر Mr Omura نے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ناگویا آمد پر اپنے پیغام میں کہا کہ:** جماعت احمدیہ جاپان کے سربراہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو جاپان آمد پر میں تہِ دل سے خوش آمدید کہتا ہوں۔ پہلے سے طے شدہ ایک مصروفیت کی وجہ سے آپ کے پروگرام میں شرکت نہ کرسکنے پر معذرت خواہ ہوں۔ میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ جماعت احمدیہ جاپان جاپانیوں کے ساتھ تعلقات کے فروغ کیلئے مختلف کاوشیں کر رہی ہے۔ مشرقی جاپان میں آنے والے شدید زلزلہ اور تسونامی کے بعد فوری طور پر جماعت احمدیہ نے متاثرہ علاقہ میں جاکر جو خدمت کی ہے، میں اس کا اعتراف کرتا ہوں۔ آئندہ بھی باہم مل کر معاشرہ کی تعمیر و ترقی کے لئے کوششیں جاری رکھنی چاہئیں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل تین افراد کو اعزازی شیلڈز عطا فرمائیں:

1۔ Akio Najima صاحب: یہ ناگویا ہائی کورٹ کے عہدیدار اور وکیل ہیں۔ انہوں نے مسجد کی رجسٹریشن کا سارا کام رضاکارانہ کیا ہے اور ایک اندازے کے مطابق بیس ہزار ڈالرز تک کا کام انہوں نے نہایت محنت اور بے لوث جذبہ کے ساتھ انجام دیا ہے۔ جماعت جاپان کی طرف سے ان کی خدمت کو سراہتے ہوئے انہیں اعزازی شیلڈ دی گئی۔

2۔ Mr. Yoshiaki Shouji صاحب: یہ کمیونسٹ پارٹی کے راہنما اور لوکل پارلیمنٹ کے نمائندہ ہیں۔ زلزلہ اور تسونامی کے بعد متاثرین کے کیمپ کے نگران تھے۔ حضور انور کی آمد کے پیشِ نظر ملنے کی خواہش میں تقریباً ایک ہزار کلومیٹر کا سفر کر کے اظہارِ تشکر کے لئے حاضر ہوئے تھے۔

جب تسونامی آئی یہ صاحب سائیکل پر ایک ایک گھر جاکر لوگوں کو گھر خالی کرنے کو کہتے رہے۔ حتیٰ کہ تسونامی کی لہریں ان کے تعاقب میں چند فٹ دور سے نظر آرہی تھیں اور انہوں نے آخری لحات میں بمشکل جان بچائی۔

زلزلہ اور تسونامی کے متاثرین سے اظہارِ یک جہتی کے جذبہ کی خاطر جماعت احمدیہ جاپان کی طرف سے انہیں شیلڈ پیش کی گئی۔

3۔ محمد اویس کوبایاشی صاحب: ہمارے پہلے جاپانی احمدی ہیں اور اَسّی سال سے زائد عمر کے باوجود انہوں نے قرآن کریم کے ترجمہ کی نظر ثانی کا کام بہت محنت سے انجام دیا ہے۔ اس موقع پر جاپانی لوگوں کی موجودگی میں احمدی جاپانی مسلمان کا تعارف بھی مفید معلوم ہوتا ہے۔ انہیں بھی اس کام کی تکمیل پر ان کی خدمات سراہتے ہوئے شیلڈ پیش کی گئی۔

بعد ازاں چھ بجکر 45 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس تقریب سے خطاب فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جاپان میں منعقدہ استقبالیہ کی تقریب سے خطاب

تمام معزز مہمانان!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ سب پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی اور رحمت ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سب سے پہلے اس موقع پر میں تمام مہمانوں کا آج کی شام اس استقبالیہ کی دعوت قبول کرنے پر شکریہ ادا کرنا چاہوں گا۔ جاپان میں احمدیہ مسلم جماعت کے ممبرز کی تعداد بہت تھوڑی ہے اور ہمارے ان ممبرز میں سے جو یہاں مقیم ہیں اکثریت کا تعلق پاکستان سے ہے یا پھر ان کا تعلق غیر جاپانی اقوام سے ہے۔ لیکن اس کے باوجود آپ اس تقریب میں شامل ہوئے اور یقیناً یہ آپ کی کشادہ دلی اور نرم دلی اور محبت کا ثبوت ہے۔ آپ کا یہ عمل اس لحاظ سے بھی قابلِ تعریف ٹھہرتا ہے کہ آپ ایسے وقت میں جب اسلام کے متعلق ساری دنیا میں خوف اور عدم اعتمادی کی فضا پھیلی ہوئی ہے ایک ایسی تقریب میں شامل ہوئے ہیں جس کی میزبانی ایک مسلمان فرقہ کر رہا ہے۔ پس یہ ساری باتیں ذہن میں رکھتے ہوئے نہایت ضروری ہے کہ میں آپ سب کا شکریہ ادا کروں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس معاشرے میں شکریہ کہنا یا خوش اخلاقی کے طور پر دوسرے کی قدر شناسی کرنا ایک معمول کی بات ہے۔ تاہم ایسے لوگ جو اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں وہ صرف رسمی طور پر شکریہ نہیں ادا کرتے بلکہ وہ اس لئے ایسا کرتے ہیں کہ ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ جو شخص دوسرے کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتا ہے۔ پس ایک سچے مسلمان کیلئے شکریہ کا اظہار کرنا اس کے ایمان کا لازمی جزو ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسلام کی سچی تعلیمات اس قدر کامل اور خوبصورت ہیں کہ وہ ہر سطح پر مومنین کی پیار، محبت اور اخوت پر مبنی روشن راہ کی طرف رہنمائی کرتی ہیں۔ تاہم افسوس ہے کہ مسلمانوں کا ایک بڑا گروہ ایسا ہے جو ان تعلیمات کو بھول چکا ہے اور غلط کاموں میں پڑ گیا ہے۔ نام نہاد مذہبی علماء ان کے رہنما ہیں جو خالصتاً ذاتی اغراض اور ذاتی مفادات کو حاصل کرنے کیلئے ان کو گمراہ کر رہے ہیں۔ ایسے نام نہاد علماء کی طرف سے دی گئی تعلیم کا اسلام کی حقیقی اور شاندار تعلیمات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں لیکن اس کے باوجود ان حرکتوں کے لئے وہ اسلام کو جواز بناتے ہیں۔ جبکہ 'اسلام' کا مطلب ہی امن اور بھائی چارہ ہے۔ عربی لفظ جس سے 'اسلام' نکلا ہے اس کا مطلب امن، سلامتی، پیار اور ہمدردی پھیلانا ہے۔ اور یہی تعلیمات اسلام کی حقیقی تعلیمات ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ خوبیاں صرف خود اپنانے کا حکم نہیں دیا بلکہ اس امن، پیار اور محبت کو ساری دنیا میں پھیلانے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پیار اور محبت کی ان تعلیمات پر اس قدر زور دیا ہے کہ اس کا حکم ہے کہ ایک مسلمان کو اپنے سخت ترین دشمن کے خلاف بھی بے انصافی کا مرتکب نہیں ہونا چاہئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قسم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔'' (سورۃ المائدہ:9)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پھر عدل و انصاف کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی ایک اور آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر انصاف کے قیام کیلئے گواہی دیں خواہ انہیں اپنے نفسوں، اپنے والدین یا اپنے پیاروں کے خلاف ہی گواہی دینی پڑے۔ پس انصاف کے یہ اعلیٰ معیار ہیں جن کی قرآن کریم نے تعلیم دی ہے اور جو ہر قسم کے ظلم کے خاتمہ کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ اور یہی اسلام چاہتا ہے۔ پورے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے پیار، محبت اور ہم آہنگی کا درس دیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ بعض نام نہاد مسلمان خوفناک اور ظالمانہ جرائم میں ملوث ہیں۔ خودکش دھماکوں اور دہشت گردی کے حملوں کے ذریعہ بلاتمیز معصوم عورتوں اور بچوں کو قتل کر رہے ہیں۔ انتہائی دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ یہ لوگ ایسے گھناؤنے کام کر رہے ہیں۔ یقیناً یہ جو کچھ بھی کر رہے ہیں وہ اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے۔ درحقیقت قرآن کریم تو فرماتا ہے کہ ایک معصوم جان کو مارنا پوری انسانیت کو ماردینے کے مترادف ہے۔ پس جیسے بھی حالات ہوں ایک مسلمان کو اس قسم کے مظالم ڈھانے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک جرم جس کو اسلام نے قتل سے بھی زیادہ سنگین قرار دیا ہے وہ فتنہ و فساد پیدا کرنا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فساد پھیلانے والے جس قدر نقصان پہنچاتے ہیں اس کا اندازہ بھی نہیں کیا جاسکتا۔ فتنہ فساد بآسانی شدت پکڑ لیتا ہے جو سوسائٹی کے کسی بھی طبقہ کو نشانہ بنا کر بڑی بڑی لڑائیوں کا باعث بنتا ہے خواہ وہ ایک خاندان ہو، کوئی شہر یا قصبہ ہو یا پھر اس سے بھی بڑھ کر اس کا تعلق مختلف قوموں کے باہمی تعلقات سے ہو۔ اور ایسی لڑائیوں کا نتیجہ فریقین میں کُشت وخون اور ظلم و ستم کی صورت میں سامنے آسکتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ وہ لوگ جو فساد برپا کرتے ہیں وہ ایسے جرم کا ارتکاب کرتے ہیں جس کی سنگینی ایک ناحق قتل سے بھی زیادہ ہے۔ لہٰذا اسلام کی یہی خوبصورت تعلیمات ہیں جن پر جماعت احمدیہ کاربند ہے اور ساری دنیا میں ان تعلیمات کو پھیلاتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ کو یہ گمان نہ ہو کہ ہماری تعلیمات اسلام کی کوئی نئی شکل ہیں یا اسلام کی تعلیم سے کوئی مختلف تعلیم ہے۔ بلکہ درحقیقت یہ بانیٔ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی تعلیمات ہیں۔ آخری زمانہ کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ ایک ایسا وقت آئے گا جب مسلمان اندھیرے میں ڈوب جائیں گے اور قرآن کریم کی تعلیمات سے منحرف ہوجائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے زمانہ میں ایک ایسا شخص آئے گا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہوگا اور جو حقیقی اسلام سکھائے گا اور دنیا میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصل اسوہ کو قائم کرے گا۔ احمدیہ مسلم جماعت یقین رکھتی ہے کہ ہمارے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام وہی شخص ہیں جس نے اس زمانہ کی روحانی اصلاح کیلئے مبعوث ہونا تھا اور دنیا کے کناروں تک اسلام کی حقیقی تعلیمات کو پہنچانا جس کی ذمہ داری تھی۔ پس انہی مقاصد کو پورا کرنے کیلئے ہم احمدی مسلمان مسجدیں بنا رہے ہیں، مشن ہاؤسز کا قیام کر رہے ہیں اور جب بھی اور جہاں بھی پہنچ سکتے ہیں اپنے اس پیغام کی تبلیغ کرتے ہیں۔ ہماری مساجد امن کی علامت ہیں اور روشنی کی کرنیں ہیں جو اپنے گردونواح کو روشن رکھتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس ہماری مساجد میں حقوق اللہ کی ادائیگی کے علاوہ حقوق العباد کی ادائیگی بھی کی جاتی ہے اور وہاں انسانیت اور

حاجتمندوں کی خدمت کے لئے سکیمیں تیار کی جاتی ہیں۔ پس ہماری مساجد بنی نوع انسان کو تکلیف پہنچانے کیلئے نہیں بنائی جاتیں بلکہ اس کے برعکس تمام لوگوں کی سلامتی کیلئے اوران سے محبت کرنے کیلئے بنائی جاتی ہیں۔

حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر ہم اسلام کی ابتدائی تاریخ پڑھیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے پہلے 13 برس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار کفارِ مکہ کے ہاتھوں بہیمانہ مظالم کا شکار رہے۔اس مستقل ظلم کی وجہ سے بالآخر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کوان کے گھروں سے نکال دیئے جانے کے باوجود بھی امن سے رہنے نہ دیا گیا بلکہ اٹھارہ ماہ بعد ہی کفار مکہ اسلام کو جڑ سے ختم کرنے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو جان سے ماردینے کی کوشش میں جنگ کیلئے نکل کھڑے ہوئے۔ان حالات میں مکہ کی طاقتوں کو جواب دینے کیلئے اللہ تعالیٰ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کومسلمانوں کی فوج تیار کرنے کا حکم فرمایا۔تاہم اس حکم میں بھی اسلام کی خوبصورتی کی ایک ایسی روشن مثال تھی جس کا کوئی ثانی نہیں۔اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ جنگ کی اجازت اس لئے دی گئی ہے کہ وہ لوگ جو مسلمانوں کوقتل کرنا چاہتے ہیں وہ صرف اسلام کے خلاف نہیں بلکہ تمام مذاہب کے خلاف ہیں۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگرمسلمانوں نے ان کے حملہ کا جواب نہ دیا تو پھر نہ یہودیوں کی عبادتگاہ، نہ کلیسا، نہ مندر غرضیکہ کوئی بھی عبادتگاہ محفوظ نہ رہے گی۔ پس اس دفاعی جنگ کی اجازت تمام مذاہب کے لوگوں کی حفاظت کا ایک ذریعہ تھی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: چنانچہ دنیا میں جب بھی اور جہاں بھی جماعت احمدیہ مسجد تعمیر کرتی ہے تو ہم اس یقین اور ایمان کے ساتھ ایسا کرتے ہیں کہ ہر مذہب کی عبادتگاہ کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے۔نیزایک خدا کی پرستش کیلئے بنائی جانے والی ہماری مسجدوں کے دروازے تمام مذاہب کے لوگوں کیلئے ہمیشہ کھلے ہیں۔ یقیناً ہماری مساجد اور ہماری تعلیمات مکمل طور پر امن، پیار اور محبت سے بھری ہوئی ہیں۔ہم مشکل زدہ اور تکلیف میں مبتلا تمام لوگوں کی مدد کرنا چاہتے ہیں اوران کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ہم ان کی تکالیف دور کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہی حقیقی اسلام ہے۔

حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج دنیا میں لوگ ہر موقع پر ایک دوسرے پر انگلیاں اُٹھارہے ہیں اورایک دوسرے پر دنیا کے عدم استحکام اوراسکے امن کی تباہی کا الزام لگارہے ہیں۔اور سیاسی سطح پر بھی بعض قومیں دوسری قوموں کوایسا کرنے پر ملزم ٹھہرارہی ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: انتہائی افسوس کی بات ہے کہ بعض مسلمان ممالک تصادم کی وجہ سے زبوں حالی کا شکار ہوگئے ہیں۔ان کے رہنما اور عوام ایک دوسرے سے لڑرہے ہیں۔وہ سخت قتل و غارت میں پڑ گئے ہیں جبکہ وقت کی ضرورت ہے کہ امن کا قیام ہو اور ایک دوسرے پر غیر ضروری الزام تراشی اور تنقید کو روکا جائے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بعض نام نہاد مسلمانوں کے ظلموں کو دیکھ کر یقیناً آپ میں سے اکثر اسلام کے بارے میں تحفظات رکھتے ہوں گے یا اسلام سے خوفزدہ ہوں گے اور اسلام کو دہشت گردی کا مذہب سمجھتے ہوں گے۔لیکن اسلام کی سچائی اور حقیقت وہی ہے جو میں نے آپ کے سامنے بیان کی ہے نہ کہ وہ جو بالعموم پیش کی جاتی ہے۔ اسلام سختی اور شدت پسندی کا مذہب نہیں ہے اگرچہ اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ بعض نام نہاد مسلمانوں میں انتہائی ضرررساں اور غلط عقائد نے جنم لے لیا ہے۔ جو وہ کہتے ہیں اور جو وہ کرتے ہیں بالکل غلط ہے۔اس کے بعد یہ کہنا کہ اسلام ظلم و بربریت کا مذہب ہے سراسر ناانصافی ہے۔پس جب یہ کہا جاتا ہے کہ اسلام دہشت گردی اور انتہا پسندی کا مذہب ہے تواس سے احمدیوں کواور دیگر مسلمانوں کو جواسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں بے پناہ دکھ اور تکلیف پہنچتی ہے۔ لہٰذا اسلام کو برااور ظالم مذہب کہہ کر لوگوں کو معصوم مسلمانوں کے جذبات کوٹھیس نہیں پہنچانی چاہئے جبکہ اس بات کا سچائی سے کوئی تعلق بھی نہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: احمدیہ مسلم جماعت کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے میں لوگوں کواور دنیا کی قوموں کو مستقل خبردار کرتا رہا ہوں کہ یہ انتہائی ضروری ہے کہ ہم اس دور میں نفرت پھیلانے اور ایک دوسرے کے مابین کینوں کو ہوا دینے کی بجائے پیار اورمحبت کا پیغام پھیلائیں۔آج وقت کی ضرورت ہے کہ ہم مفاہمت کی روح کے ساتھ آگے قدم بڑھائیں۔ اگر ہم امن کے حقیقی سفیر نہ بنے تو دنیا میں ایک ناگہانی آفت آسکتی ہے۔

حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس دور میں بعض چھوٹے ممالک کے پاس بھی ایٹمی ہتھیار موجود ہیں اور ممکن ہے کہ یہ ہتھیار انجام کار دہشت گردوں کے ہاتھ چڑھ جائیں جو ان ہتھیاروں کے تباہ کن اثرات سے بالکل بے خبر اور لاپرواہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ میں دنیا کو سنگین خطرات سے آگاہ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ پس میں آپ سب سے بھی یہی گزارش کروں گا کہ دنیا میں امن کے فروغ کیلئے ہر ممکن کوشش کریں۔اپنی اپنی پارٹیوں کو بھی مطلع کریں کہ ظلم اور تشدّد کے راستہ پر چلنے کی بجائے اورایک دوسرے کونفرت کی نظر سے دیکھنے کی بجائے ہمیں پیار، محبت اورآشتی کی نظر سے ایک دوسرے کو دیکھنا چاہئے۔جہاں کہیں بھی ظلم نظر آئے ہمیں اس کے فوری خاتمہ کیلئے کوششیں کرنی چاہئیں۔ جاپانی قوم اور جاپانی لیڈرز ان لوگوں میں سے ہیں جو باقی قوموں کی نسبت دنیا میں امن کی ضرورت کواحسن رنگ میں سمجھ سکتے ہیں۔آپ لوگ ایٹم بم کے تباہ کن اثرات اوراس کے نتیجہ میں ہونے والی خون ریزی کا بخوبی علم رکھتے ہیں۔آپ لوگ جدید دور کی جنگ کاری کے خوفناک نتائج کوسب سے بہتر سمجھتے ہیں۔

حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کی اقوام اور دنیا کے رہنماؤں کوحکمت سے کام لینے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ معاشرے میں موجود ظلم و بربریت کے عناصر کوان کی گھناؤنی حرکات سے باز رکھنے کیلئے اجتماعی کوشش کی جائے۔

حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: باوجودیکہ ہر گورنمنٹ کا دعویٰ ہے کہ وہ ہر قسم کے ظلم کوختم کرنا چاہتی ہے اور دنیا کو تباہی سے بچانا چاہتی ہے واضح طور پر ہماری آنکھوں کے سامنے دنیا میں دو اتحادی گروپ بن رہے ہیں۔ایک دوسرے کے مخالف یہ اتحادی گروپ ایک دوسرے کے خلاف دعوے کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور ان کے بیانات کی وجہ سے دن بدن ان کے مابین کھچاؤ میں مزید اضافہ ہوتا چلارہا ہے۔ ان حرکات کا ممکنہ نتیجہ صرف یہی ہوگا کہ عداوتوں میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا اور امن ایک دور کا خواب بن کر رہ جائے گا۔

حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس میں پھر دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ دنیا کو حکمت اور دانائی عطا فرمائے۔ میری دعا ہے کہ نفرت اور بغض پھیلانے کی بجائے تمام پارٹیاں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر بیٹھیں اور ہر قسم کے شر کے خاتمہ کیلئے اجتماعی کوشش کریں تا کہ ہماری آنے والی نسلیں ناقابلِ بیان تباہی سے محفوظ رہیں جو کسی بھی ملک کی طرف سے ایٹمی ہتھیار استعمال کرنے کے نتیجہ میں لازماً آئے گی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آخر پر میں آپ سب کا ایک مرتبہ پھر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ وقت نکال کراس تقریب میں شامل ہوئے اور میری باتیں سنیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب پر اور اس عظیم جاپانی قوم پر فضل فرمائے۔آپ سب کا شکریہ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب سات بجکر دس منٹ تک جاری رہا۔ بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔

جونہی حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب ختم ہوا تمام مہمان کافی دیر تک تالیاں بجاتے رہے۔

اس کے بعد پروگرام کے مطابق مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

ڈنر کے بعد تمام مہمان باری باری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملے اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔ ممبران پارلیمنٹ اور دوسرے سرکردہ افراد بھی حضور انور سے ملنے کے لئے اپنی باری کے انتظار میں قطار میں کھڑے تھے۔ ہر ایک نے درخواست کر کے حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوائی۔ حضورانور نے ازراہِ شفقت ہر ایک سے گفتگو فرمائی۔ ہر ایک آج کی اس ملاقات کو اپنے لئے ایک سعادت سمجھتا تھا۔

اس موقعہ پر مہمانوں کی خدمت میں جو تعارفی لٹریچر پیش کیا گیا۔ان مہمانوں نے انتہائی عقیدت کے ساتھ اس لٹریچر پر حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ کے دستخط کروائے۔ مہمان مرد وخواتین حضورانور کے پاس آتے اور درخواست کرتے کہ حضورانور اس پر اپنے دستخط کر دیں۔ چنانچہ حضورِانور ازراہ شفقت اپنے دستخط فرماتے اور یہ سلسلہ پونے نو بجے تک جاری رہا۔

ہر آنے والا مہمان حضورانور کے بابرکت وجود سے فیضیاب ہوا اور ہر ایک حضورانور کی شخصیت اور حضورانور کے خطاب سے انتہائی متأثر ہوا۔

اس پروگرام کے بعد پونے نو بجے حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے ہال میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

تقریب میں شامل مہمانوں کے تاثرات

اس استقبالیہ تقریب میں آنے والے مہمان اپنے تاثرات کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکے۔

☆......**Mr Yoshiaki Shouji صاحب کمیونسٹ پارٹی کے لیڈر، ممبر سٹی پارلیمنٹ اور متاثرین کے کیمپ کے انچارج تھے۔ ایک ہزار کلومیٹر کا سفر کر کے حضورانور سے ملاقات اور اظہار تشکر کیلئے حاضر ہوئے تھے۔انہوں نے اظہارِ خیال کیا:** خلیفۃ المسیح کا خطاب محبت اور امن کا پیغام ہے اور ہم اپنے آپ کو خوش قسمت محسوس کر رہے ہیں کہ ہم اس مقدّس موقع پر موجود تھے۔

موصوف نے کہا کہ آج میری زندگی کے بہترین دنوں میں سے ایک ہے کہ میں نے دنیا کے غیر معمولی مقدّس انسان کو دیکھا ہے، ان کا خطاب سنا ہے اور اس یقین پر پہنچا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے امام اور ان کی تعلیمات میں ہی دنیا کے امن کا راز چھپا ہوا ہے۔

☆......**Mr Kawamura ناگویا کے میئر ہیں۔ انہوں نے حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شخصیت کے متعلق کہا:** آپ ایک نہایت خوبصورت انسان ہیں، بلکہ آپ کے خیالات بھی اتنے ہی خوبصورت ہیں اور آپ جیسے لوگ ہیں جنہیں نوبل انعام ملنا چاہئے۔

انہوں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ میں کیا کروں کہ آپ سے دوستی اور تعلق قائم رہے۔ اس پر حضورانور نے دست مبارک آگے بڑھایا اور میئر کو شرف مصافحہ بخشا اور فرمایا کہ جب ہم دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہیں تو پھر واپس نہیں کھینچتے۔

ناگویا اور لاس اینجلیز sister cities ہیں۔ جماعت احمدیہ جاپان کی طرف سے شائع کردہ تعارفی فولڈر میں لاس اینجلیز کے میئر کی بھی تصویر تھی۔ناگویا کے میئر نے حضورانور کو بتایا کہ وہ کچھ دنوں تک لاس اینجلیز جارہے ہیں۔اس پر حضورانور نے فرمایا کہ لاس اینجلیز کے میئر سے میرے بارہ میں ذکر کریں۔وہ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں۔

☆......**صوبائی ممبر پارلیمنٹ Mrs Higashi نے کہا:** وہ خود کو خوش قسمت سمجھتی ہیں کہ آج کی اس مجلس میں موجود تھیں۔امام جماعت احمدیہ کے خوبصورت انداز بیان اور اسلام کے خوبصورت پیغام نے دلوں پر اثر کیا ہے۔

☆......**Mr Akio Najima ایک مشہور وکیل ہیں۔ انہوں نے ناگویا ریسیپشن کے موقع پر اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** میں جماعت احمدیہ کے سربراہ کو جاپان میں خوش آمدید کہتے ہوئے دل کی گہرائیوں سے اپنے محبت اور تشکر کے جذبات کا اظہار کرتا ہوں۔1951ء کی سان فرانسسکو میں ہونے والی کانفرنس میں حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب کی عظیم الشان تقریر نے اس تعلق کی بنیاد رکھتے ہوئے فرمایا تھا کہ '**جاپان سے عدل اور جاپان کا امن دنیا کیلئے بہت اہم ہے کیونکہ مستقبل میں جاپان عالمی امن اور عالمی سیاست میں اہم کردار ادا کرنے والا ہے۔**' جاپان میں آنے والے زلزلوں اور تسونامی کے بعد جماعت احمدیہ کی خدمت انسانیت ہمارے لئے ناقابل فراموش ہے۔افراد جماعت احمدیہ کا کردار اور مزاج اور جس ملک میں رہتے ہیں اس کی خدمت کا جذبہ اس جماعت کو ساری دنیا میں ممتاز بناتا ہے۔

موصوف نے کہا کہ جماعت احمدیہ ایک امید کا پیغام اور امن اور محبت کا نام ہے اور افرادِ جماعت احمدیہ کی خوبیاں لندن سے تشریف لانے والے امام جماعت احمدیہ کی تعلیمات اور ان کی ذات کے اثرات ہیں۔ میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ آپ کی لیڈرشپ اور جماعت احمدیہ کا کردار عالمی امن اور دنیا میں محبتیں پھیلانے کیلئے بہت ضروری ہے۔

موصوف نے کہا کہ آج ہم نے اسلام کا ایک خوبصورت چہرہ دیکھا ہے اور اس یقین پر پہنچے ہیں کہ اگر دنیا کسی ایک ہاتھ پر جمع ہوسکتی ہے تو وہ جماعت احمدیہ کے امام کا ہاتھ ہی ہوسکتا ہے۔

☆......**ایمنسٹی انٹرنیشنل ناگویا کے عہدیدار Mr Nakashima Masato نے کہا:** آج کے خطاب سے امید کی کرن پیدا ہوئی ہے کہ انسانیت کی فکر اور درد رکھنے والے لوگ ابھی دنیا میں موجود ہیں۔

☆......**Yoshio Lwamura جو کہ ایک عیسائی**

پادری ہیں انہوں نے کہا: حضرت خلیفۃ المسیح کی غیر معمولی فکری صلاحیت اور ساری دنیا کے مسائل کے حل کی خواہش ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ صرف جماعت احمدیہ کے نہیں بلکہ پوری دنیا کے حقیقی لیڈر اور امام ہیں۔

☆......ناگویا کے ساحلی علاقہ 'چتاہان تُو' سے آنے والے جاپانی شہری مسٹر 'یاما زاکی ہیرویوکی' (Mr Yama Zaki Hiroyoki) نے کہا: آج کی خوبصورت مجلس اور حضور انور کی امن و آشتی کے قیام اور پر امن ماحول پیدا کرنے کی مساعی پر مبنی تقریر بہت قابل ستائش ہے۔ آپ کی باتوں سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ اسلام بہت خوبصورت مذہب ہے جبکہ اس کو بدنام کیا جا رہا ہے۔

☆......شمالی جاپان سے آنے والے ایک ڈاکٹر 'چیدا تاکایوکی' (Chida Takayuki) نے کہا: آج کی مجلس سے دل کو بہت خوشی ہوئی ہے۔ حضور کی آنکھوں میں ایک عجیب نور ہے اور آپ کو دیکھ کر ایک عجیب پرکشش شخصیت کا احساس ہوتا ہے۔ میری درخواست اور خواہش ہے کہ حضور دوبارہ بار بار جاپان آتے رہیں اور شمالی جاپان بھی تشریف لائیں۔

☆......مسٹر 'کانیکوتومو ہیرو' (Mr Kaneko Tomohiro) ایک انشورنس کمپنی کے چیف ایگزیکٹو آفیسر ہیں۔ انہوں نے کہا: مجھے آج کی مجلس میں بہت خوشی ہوئی ہے۔ مجھے گزشتہ دس سال سے دنیا کے عجیب حالات اور جنگِ عظیم کے بادل اُمڈتے نظر آتے اور فکرمند کرتے تھے۔

موصوف نے کہا کہ آج حضور کی باتیں سن کر دل کو بہت خوشی ملی کہ انسانی ہمدردی اور باہمی مؤاخات کے قیام کیلئے آپس کی نفرتیں اور فاصلے نہ بڑھائے جائیں۔ اگر ایسا ہوتا رہا تو دنیا واقعی ایک خطرناک دَور میں داخل ہو جائے گی۔

☆......ناگویا کے ایک پرنٹنگ کمپنی کے مالک مسٹر 'وئے نو ہیروشی' (Mr Veno Hiroshi) نے کہا: آج حضور سے ملاقات کرکے بہت خوشی ہوئی ہے۔ آپ کی پرکشش شخصیت ایک عجیب روحانی طاقت سے بھرپور نظر آتی ہے۔ جماعت احمدیہ کی انسانیت کیلئے خدمات واقعی جاپانیوں کیلئے قابل قدر ہیں۔ جماعت احمدیہ انسانوں کی خدمت کے لئے ایسے ایسے کام کرتی ہے جو جاپانی افراد خود نہیں کرسکتے۔ انہوں نے بتایا کہ میرا جماعت احمدیہ جاپان کے ساتھ قریباً تیس سال سے زائد عرصہ سے رابطہ ہے۔

☆......مسٹر آکوتسو ماسایوکی (Mr Akutsu Masayuki) محقق برائے اسلامک ورلڈ، پی ایچ ڈی اور ٹوکیو یونیورسٹی کے ریسرچر ہیں۔ وہ کہتے ہیں: آج کی مجلس بہت خوبصورت تھی۔ اسلام کی یہ تعلیم باہمی اخوت و ہمدردی کی ضامن اور انسانی اقدار کی محافظ ہے۔ اسے دنیا میں پھیلانے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ مثلاً قرآن کریم کی یہ تعلیم کہ ''جس نے ایک انسان کا خون کیا گویا اس نے تمام انسانیت کا خون کیا'' بہت خوبصورت ہے اور اس کو دنیا میں پھیلانے کی ضرورت ہے۔

☆......ناگویا کے ایک پریس رپورٹر مسٹر 'ساتو یوجی' (Mr Sato Yuji) نے کہا کہ: جاپان میں ناگویا کے قریب شہر تسوشیما (Tsu Shima) میں مسجد کی تعمیر کے ذریعہ ہر ایک انسان کیلئے بلاتفریق رنگ و نسل ہدایت کی راہ کھولنے کی خبر سن کر بہت خوشی ہوئی۔ جنگ کے برعکس احمدیت کی امن و آشتی کی تعلیم بہت خوبصورت اور دلکش ہے۔

☆......اس موقع پر جماعت کے تعارف پر مشتمل ایک کتاب مہمانوں کو دی گئی۔ بہت سے لوگوں نے حضور انور سے اس کتاب پر آٹو گراف کی درخواست کی جس پر حضور انور نے ازراہِ شفقت اپنے دستخط فرمائے۔

☆......ایک سکول کے پرنسپل Mr Uto Yasuhiro نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب سن کر کہا کہ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حضور کا پیغام اپنے سکول کے بچوں کو تفصیل کے ساتھ نہ بتاؤں تو یہ ناانصافی ہوگی۔ اسلام کا جو پہلے منفی تصور تھا حضور انور کے خطاب نے اسے بالکل تبدیل کر دیا ہے۔

موصوف نے کہا کہ میں دنیا کے موجودہ حالات کے بارہ میں پریشان تھا۔ آج مجھے اس بات کی تسلی ہوئی ہے کہ دنیا کی رہنمائی کرنے والا کوئی انسان تو موجود ہے۔ اگر یہ پیغام دنیا تک نہ پہنچے تو دنیا تیسری عالمی جنگ کی بہت بڑی غلطی میں مبتلا ہوسکتی ہے۔

☆......انٹرنیشنل اکیڈمی، ٹرانسلیشن ادارہ کے انچارج Mr Saski Kenji نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ: حضور کے چہرہ میں بہت کشش ہے اور مجھے روحانیت نظر آتی ہے جاپانی سوسائٹی اسلام سے بہت دور ہے۔ ان کو اسلام کا کوئی پتہ نہیں ہے آج یہ بہت اچھا موقع تھا کہ جاپان میں ایسا پروگرام کیا گیا۔ آج مجھے پہلی بار اسلام کا پتہ لگا ہے کہ اس کی تعلیم کتنی اچھی ہے۔ آج خلیفۃ المسیح کے خطاب سے جاپانی قوم کو بہت فائدہ پہنچے گا۔

☆......ایک وکیل Mr Aoyama نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اب تک ہم نے .TV اور اخباروں میں اسلام کے بارہ میں یہی سنا تھا کہ مسلمان دہشت گرد ہیں۔ اسلام کی انتہائی خوفناک تصویر ہمارے سامنے تھی۔

آج اسلام کے لیڈر خلیفۃ المسیح کی زبان سے اسلام کی اصل اور حقیقی تعلیم سنی ہے تو میرا ذہن اسلام کے بارہ میں بالکل تبدیل ہوگیا ہے۔ دنیا میں امن کا قیام کیسے ہوسکتا ہے۔ وہ مجھے آج پتہ لگا ہے۔

موصوف نے کہا میں نے عموماً کسی پارٹی میں مختلف مذاہب کے لوگ نہیں دیکھے۔ یہاں آکر حیرت ہوئی ہے کہ تمام مذاہب کی یہاں نمائندگی ہے۔ بدھسٹ بھی ہیں۔ عیسائی بھی ہیں اور دیگر مذاہب کے لوگ بھی ہیں۔ آپ نے سب کو اکٹھا کرلیا ہے۔

(باقی آئندہ)

نماز جنازہ

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 24 دسمبر 2013ء کو 12 بجے دوپہر مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لاکر مکرم نیر چراغ الدین باسط صاحب اور مکرم چودھری مجید احمد پرویز صاحب کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

(1) مکرم نیر چراغ الدین باسط صاحب (ابن مکرم عبدالباسط مغل صاحب۔ ڈیئر پارک۔ یوکے)

20/دسمبر 2013 کو بعارضہ کینسر 42 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت میاں عبدالعزیز مغل صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ بہت نیک اور صابر وشاکر انسان تھے۔ آپ نے بیماری کا بڑی ہمت سے مقابلہ کیا۔ آپ چندہ جات میں باقاعدہ تھے۔ مرحوم کے پسماندگان میں ان کی والدہ اور ہمشیرہ ہیں۔

(2) مکرم چوہدری مجید احمد پرویز صاحب (ابن مکرم چوہدری محمد احمد خان صاحب درویش) لندن

22/دسمبر 2013 کو بعارضہ قلب 66 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم خدا کے فضل سے دعا گو، خلافت کے ساتھ گہری محبت رکھنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم رانا سعید احمد صاحب (شعبہ ہومیو پیتھک یوکے) کے بہنوئی تھے۔

اس موقعہ پر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی:

(1) مکرم چوہدری مبارک علی صاحب درویش۔ (قادیان)

13 دسمبر 2013ء کو 92 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کو مبلغ سلسلہ کی حیثیت سے آندھرا اور کرناٹک کی مختلف جماعتوں میں خدمت بجالانے اور نئی جماعتیں قائم کرنے کی توفیق ملی۔ اسی طرح قادیان میں بھی مختلف دفاتر میں خدمات بجالاتے رہے۔ آپ کا حلقہ احباب غیر مسلموں میں بھی بہت وسیع تھا۔ خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بہت محبت کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین عمل میں آئی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چھ بیٹیاں اور سات بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرمہ پروین اسلم صاحبہ (اہلیہ مکرم شمس الدین اسلم صاحب۔ امریکہ)

13 دسمبر 2013ء کو طویل علالت کے بعد 75 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ بہت دعا گو، صابرہ وشاکرہ، کفایت شعار، سادہ، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوانے کے لئے بہت محنت اور کوشش کی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ ایک بیٹی اور چھ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرم کرم الٰہی صاحب (ابن مکرم نور ماہی صاحب۔ ربوہ)

7 ستمبر 2013ء کو 95 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کو لمبا عرصہ موضع تان چک ضلع شیخوپورہ میں صدر جماعت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ آپ پر جوش داعی الی اللہ تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ ذاتی تعلق تھا اور باغات کے سلسلہ میں حضورؒ اکثر ان کو یاد فرمایا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(4) مکرم اعظم علی بٹر صاحب (ابن مکرم چوہدری سردار خان بٹر صاحب۔ موضع کرتو ضلع شیخوپورہ۔ حال بشیر آباد اسٹیٹ سندھ)

7 دسمبر 2013ء کو 84 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کو لمبا عرصہ سندھ کی اسٹیٹس میں تحریک جدید کے کارکن کی حیثیت سے خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ آپ صوم وصلوۃ کے پابند، مالی قربانیوں میں پیش پیش نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 4 بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے پوتے مکرم حافظ صلاح الدین بٹر صاحب مربی سلسلہ (حلقہ گلشن حدید کراچی) ہیں۔ نیز آپ کا ایک پوتا عزیزم توصیف ناصر گوندل جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم ہے۔

(5) مکرمہ امۃ الرشید طاہرہ صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب مرحوم۔ پشاور)

30 نومبر 2013ء کو ایک مختصر علالت کے بعد وفات پاگئیں۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کو لمبا عرصہ لجنہ اماء اللہ پشاور کی فعال کارکنہ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ کچھ عرصہ حلقہ فقیر آباد کی صدر لجنہ بھی رہیں۔ اسی طرح سیکرٹری مال کی حیثیت سے بڑی محنت کے ساتھ خدمت بجالاتی رہیں۔ اپنے سب بچوں کی بہت اچھی تربیت کی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 2 بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ ان کے ایک پوتے مکرم حماد احمد صاحب کو اس وقت امریکہ میں بطور مبلغ سلسلہ خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔

(6) مکرم برکت علی صاحب (ابن مکرم روشن دین صاحب پاکستان)

24 جولائی 2013ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ آپ اپنے خاندان کے پہلے احمدی تھے۔ بیعت سے قبل غیر از جماعت کے امام مسجد تھے۔ بیعت کے بعد انہیں سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا لیکن احمدیت پر ثابت قدمی سے قائم رہے۔ آپ نے ملتان میں اپنے گھر کو نماز سنٹر بنایا۔ وہاں آپ کو قائد مجلس خدام الاحمدیہ، سیکرٹری مال اور کچھ عرصہ صدر جماعت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ پھر جب آپ کی ٹرانسفر گدو تھرمل پاور پلانٹ کردی گئی تو یہاں بھی اپنے گھر کو نماز سنٹر کے طور پر پیش کیا اور صدر جماعت اور کئی دیگر حیثیتوں سے خدمت کی توفیق پائی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد آپ سیالکوٹ شفٹ ہوگئے اور مسجد مبارک سیالکوٹ کے امام مقرر ہوئے۔

(7) مکرمہ نصیرہ طاہر صاحبہ (اہلیہ مکرم فضل طاہر صاحب۔ کراچی)

15 اپریل 2013ء کو 63 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کو 1987 سے 2007ء تک لجنہ اماء اللہ ملیر کینٹ کراچی میں مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق ملی۔ آپ کا گھر لمبا عرصہ خطبہ جمعہ سننے کا سنٹر بھی بنا رہا۔ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، مہمان نواز، صابرہ وشاکرہ، جماعتی چندہ جات میں باقاعدہ اور نیک خاتون تھیں۔ خلافت سے گہری وابستگی اور اخلاص کا تعلق تھا۔ آپ مکرم عبداللطیف صاحب مرحوم اور سیئر (واقف زندگی) کی بیٹی تھیں۔

(8) مکرم عبدالرؤف صاحب (ابن مکرم چوہدری عبدالشکور صاحب۔ ملتان)

9 نومبر 2013ء کو طویل علالت کے بعد 44 سال کی عمر میں وفات پاگئے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ آپ چلنے پھرنے اور سننے بولنے سے معذور تھے۔ اپنی معذوری کی وجہ سے تعلیم بھی حاصل نہ کر سکے مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں غیر معمولی صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ روزانہ رات کو تین چار بجے اٹھ جاتے اور اللہ اللہ کا ورد شروع کر دیتے اور کچھ دیر بعد اپنے والدین کو بھی نماز کے لئے جگاتے تھے۔ احمدیت کے ساتھ گہرا لگاؤ تھا۔ حضور کے خطبات خود بھی سنتے اور سب گھر والوں کو بھی اشاروں سے اس کے لئے تحریک کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

جماعت احمدیہ مالٹا کی سالانہ بک فیئر میں کامیاب شرکت

ملک کی اعلیٰ شخصیات کو جماعتی لٹریچر اور "WORLD CRISIS AND THE PATHWAY TO PEACE" کتاب کا تحفہ

رپورٹ: لئیق احمد عاطف ۔مبلغ وصدر جماعت احمدیہ مالٹا

خداتعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ مالٹا کو مالٹا کے **سالانہ نیشنل بک فیئر** میں شرکت کی توفیق ملی ۔ یہ بک فیئر مالٹا کے دارالحکومت Valletta میں واقع ایک بہت بڑے ہال Mediterranean Conference Centre میں 13 تا 17 نومبر جاری رہا۔امسال جماعتی سٹال گزشتہ سال کی نسبت کافی بڑا تھااور عربی، انگریزی اور مالٹی زبان میں رکھی گئی کتب کی تعداد پہلے سے زیادہ تھی۔ خاص طور پر مقامی زبان مالٹی میں **24** پمفلٹس وکتب بک سٹال پر رکھی گئی تھیں جن میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نئی شائع ہونے والی کتاب *"World Crisis & the Pathway to Peace"* کا مالٹی ترجمہ بھی شامل تھا۔ اس کے علاوہ قرآن کریم کی نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا اور مختلف عناوین کے تحت قرآنی آیات پر مشتمل تیار کردہ Roll-UP Banners بھی display کئے گئے جولوگوں کی خصوصی توجہ کا باعث بنے۔ خداتعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ جماعتی سٹال کے سامنے کافی بڑی جگہ بغیر کسی زائد اخراجات کے میسرآ گئی اور وہاں ہمیں کافی تعداد میں بینرز لگانے کا موقع مل گیا۔ فالحمدللہ علیٰ ذلک

بیس ہزار سے زائد لوگ اس بک فیئر کو وزٹ کرتے ہیں جن میں ملک کی نمایاں ادبی ،علمی، سفارتی، مذہبی، سیاسی اور حکومتی شخصیات شامل ہوتی ہیں۔

اہم شخصیات کو جماعتی لٹریچر کا تحفہ:۔

صدرمملکت مالٹا مکرم Dr. George Abela صاحب ، سابق صدر مملکت مالٹا مکرم Dr. Ugo Mifsud Bonnici صاحب، وزیرتعلیم و روزگار مکرم Evarist Bartolo صاحب، لیڈرآف دی اپوزیشن مکرم Dr. Simon Busuttil صاحب ، مکرم Stefan Buontempo صاحب ممبرآف پارلیمنٹ پارلیمانی سیکرٹری برائے ریسرچ، یوتھ اورکھیل، مکرم ڈاکٹر Godfrey Farrugia صاحب وزیرصحت، مکرم George Pullicino صاحب ممبرآف پارلیمنٹ و شیڈو منسٹر فار انرجی، مکرم Alfred Camilleri صاحب فائنانس سیکرٹری، مکرمہ Marlene Farrugia صاحبہ ممبر آف پارلیمنٹ ، مکرم Joe Cassar صاحب ممبر پارلیمنٹ و شیڈو منسٹر برائے صحت کے علاوہ یونیورسٹی کے پروفیسرز، تھنک ٹینک، سکالرز، سیاست دان اور مختلف طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی اہم شخصیات نے جماعتی بک سٹال کو وزٹ کیا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں جماعت احمدیہ مالٹا نے مختلف عناوین پر اور لوگوں کی طرف سے اُٹھائے جانے والے سوالات کے مطابق لٹریچر تیار کیا ہے تا کہ مختلف ایشوز سے متعلق لوگوں کو صحیح اسلامی تعلیمات سے متعارف کرایا جاسکے۔اس بک فیئر میں 6000 سے زائد کی تعداد میں جماعتی لٹریچر تقسیم کرنے کی توفیق ملی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نئی کتاب کی رونمائی

اس بک فیئر کے توسط سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قیام امن کے لئے قرآن کریم کی تعلیمات اور رہنمائی پر مشتمل کتاب *"World Crisis & the Pathway to Peace"* کے مالٹی ترجمہ کی سات سو کاپیاں بھی تقسیم کرنے کی توفیق ملی۔ نیز اس کتاب کے مالٹی ترجمہ کی باقاعدہ تقریبِ رونمائی بھی منعقد کی گئی اور اس سلسلہ میں ایک ڈسکشن کا اہتمام بھی کیا گیا جو کہ لاؤڈ سپیکر کے ذریعے ہال کے مختلف حصوں میں سنی گئی۔لوگوں نے اس ڈسکشن کو بہت سراہا اور لوگوں کی طرف سے بہت اچھی Feedback ملی ۔بعض افراد نے اظہار کیا کہ آج ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اسلام قیام امن پر کس قدر زور دیتا ہے اور آج کی ڈسکشن اسلامی تعلیمات کی ایک نہایت ہی خوبصورت عکاسی تھی۔

اس کتاب سے متعلق ایک بڑا Roll-UP بینر بھی تیار کیا گیا تھا تاکہ لوگوں کی توجہ اس کی طرف مبذول کرائی جاسکے۔ بک فیئر کے آخری دن اس کتاب کے تعارف پر مشتمل ایک مختصر ویڈیو بھی جماعتی سٹال پر دکھائی جاتی رہی۔

اس پروگرام کے توسط سے کئی لوگوں سے نئے روابط بھی ہوئے جن میں سیاسی، سماجی، علمی ، ادبی اور صحافتی شخصیات شامل ہیں۔ اسی طرح مالٹا کی مختلف لائبریریوں اور سکولوں سے بھی رابطہ ہوا جن میں سے بعض نے اپنے سکولوں اور لائبریریوں کے لئے جماعتی کتب اور وہاں پر اسلام سے متعلق گفتگو کی دعوت بھی دی۔

تأثرات:

اس بک فیئر کے حوالہ سے چند تاثرات ذیل میں درج ہیں:

☆ مالٹا کے صدرمملکت جب جماعتی سٹال پر تشریف لائے تو بڑے خوش ہوئے اور کہنے لگے کیا لوگ کتب لے رہے ہیں۔ جب بتایا گیا کہ لوگ بڑی گہری دلچسپی لے رہے ہیں اور کتب بھی حاصل کررہے ہیں تو وہ کہنے لگے مجھے بڑی خوشی ہے کہ لوگ کتب میں دلچسپی لے رہے ہیں۔

☆ مالٹا کے وزیرتعلیم و روزگار مکرم Evarist Bartolo صاحب جماعتی سٹال پرتشریف لائے توانہوں نے قرآن کریم کی نمائش کی بڑی تعریف کی اور جماعت کی طرف سے گزشتہ سال کی نسبت بڑے سٹال لگانے پر مبارکباددی۔

☆ مالٹا کے فائنانس سیکرٹری مکرم Alfred Camilleri صاحب کو جب جماعتی کتب پیش کی گئیں تو وہ بڑے خوش ہوئے اور کافی دیرتک مختلف موضوعات پر بات کرتے رہے اور کہنے لگے کہ وہ بین المذاہب ہم آہنگی کے قائل ہیں اور کہنے لگے مجھے جماعت سے متعلق جان کر بڑی خوشی ہوئی ہے اور آئندہ حکومتی سطح پر مختلف پروگراموں میں جماعت سے تعاون کے لئے بھی درخواست کریں گے۔

☆ ایک مالٹی عیسائی جب جماعتی سٹال پر آئے اورانہیں **قرآن کریم کا تحفہ پیش کیا گیا تو وہ کہنے لگے آج انہیں ایک عظیم الشان خوشی ملی ہے اور قرآن کریم کا تحفہ میرے لئے بڑا مبارک اور قابل قدر تحفہ ہے۔**

☆ ایک خاتون جب جماعتی سٹال پر تشریف لائیں تو وہاں پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سیرت وسوانح پر

موجود کتاب کو دیکھ کر بڑی خوش ہوئیں اور کہنے لگیں میں بڑے عرصہ سے حضرت خدیجہؓ سے متعلق کتاب کی تلاش میں تھی اور میری بڑی خواہش تھی کہ آپؓ کی سیرت وسوانح پر تفصیل کے ساتھ مطالعہ کروں اور آج میری دلی خواہش پوری ہورہی ہے آپ کا بہت شکریہ۔

☆ بک سٹال کو دیکھنے والوں میں سے ایک کثیر تعداد نے جماعت کی قیام امن کے لئے کاوشوں کو کارہائے نمایاں قرار دیا اور اس بات کا برملا اظہار کیا کہ جماعت احمدیہ بین المذاہب مذاکرات کی ترغیب ہی نہیں دیتی بلکہ انہیں عملی جامہ پہنانے میں بہت آگے ہے۔احمدیت کی یہ کوششیں یقیناً مختلف مذاہب اور ممالک کے لوگوں کے درمیان نفرتوں کوختم کرنے اور محبت و بھائی چارہ کے قیام کے لئے نہایت مفید ثابت ہونگی۔

☆ ایک کیتھولک پادری صاحب کو جب جماعتی لٹریچر پیش کیا گیا تو وہ کہنے لگے کہ آپ امن اور بین المذاہب ہم آہنگی کے لئے جو کام کررہے ہیں میں اس کی آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ **آپ یہ نیک کام جاری رکھیں، اللہ آپ کی مدد کرے۔آپ کو بہت مبارک ہو۔**

☆ دونوجوان عیسائی ٹیچر جماعتی بک سٹال پر تشریف لائے اور کہنے لگے **ہماری خواہش ہے کہ مالٹا میں بھی احمدیت پھیلے تاکہ اسلام کی امن پسند تصویر لوگوں کے سامنے آئے۔آپ ایک اورعظیم مقصد کے لئے کام کرتے چلے جائیں اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کرے۔**

☆ **'قرآن کریم میں حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریمؑ کا مقام'** کے عنوان پر شائع ہونے والا لیف لیٹ جب لوگوں کو پیش کیا جاتا تو وہ بڑے خوش ہوتے اورسوالات کرتے کہ کیا مسلمان حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لاتے ہیں۔اس پر انہیں بتایا جاتا کہ جس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خداتعالیٰ کے پیغمبر ہیں اسی طرح ہم حضرت عیسیٰؑ کو بھی خداتعالیٰ کا نبی مانتے ہیں۔

☆ بعض خواتین جن میں بعض صحافی بھی شامل تھیں انہوں نے یہ اعتراض کیا کہ اسلام میں عورتوں کوحقوق نہیں دیئے جاتے۔ انہیں بتایا گیا کہ اسلام وہ پہلا مذہب ہے جس نے باقاعدہ طور پرعورتوں کوحقوق دیئے ہیں نیز انہیں **'اسلام میں عورت کا مقام' اور 'عورتوں کو آزادی دینے والا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم'** مالٹی زبان میں پیش کی گئیں اور بتایا گیا کہ یہ کتب پڑھنے کے بعد یقیناً آپ پر حقیقت واضح ہوگی کہ اسلام بطور دین کے عورت کو بہت حقوق دیتا ہے۔

☆ ایک مالٹی ہمارے بک سٹال پرتشریف لائے اور آکر کہنے لگے کہ آپ نے جو 'دہشت گردی سے متعلق اسلامی نقطہء نظر' اور 'اسلامی جہاد کا حقیقی تصور' کے پوسٹر لگائے ہیں انہوں نے میری توجہ آپ کے سٹال کی طرف مبذول کرائی ہے اور مجھے آپ سے ملکر اور جماعت سے متعلق جان کر بہت خوشی ہورہی ہے۔ کہنے لگے کہ میں **فلسطین میں ہونے والے خودکش حملوں** سے متعلق PHD کررہا ہوں اوریہی میرے مقالے کاعنوان ہے۔انہیں بتایا گیا کہ اسلام خودکش حملوں کی مذمت کرتا ہے اورقرآن و حدیث میں اس کے خلاف واضح احکامات موجود ہیں، یہ سراسر غیراسلامی اور غیرشرعی ہیں اوران سے متعلق کوئی بھی جواز قابل قبول نہیں ہے۔

☆ بہت سارے لوگوں نے جماعت احمدیہ مالٹا کی طرف سے اخبارات میں لکھے جانے والے مضامین کو بہت سراہا اور کہنے لگے جماعت اس سلسلہ میں بہت عمدہ کام کررہی ہے آپ اسلام کی صحیح اورخوبصورت تصویر پیش کرتے ہیں اور آپ کے مضامین کو پڑھ کر بہت مزہ آتا ہے اور ہردفعہ ایک نیا مضمون، ایک نیا انداز اور ایک نئی بات پڑھنے کوملتی ہے۔

دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے نہایت نیک ثمرات عطافرمائے، ہماری جماعت کو مال ونفوس میں ترقی دے، ہمیں بیعتیں عطافرمائے اور جلد اس ملک میں غلامان مسیح الزمان کی ایک بہت بڑی جماعت قائم ہو۔آمین

☆......☆......☆......☆

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

SHARIF JEWELLERS

SINCE 1952

Aqsa Road Rabwah

0092 47 6212515

15 London Rd, Morden SM4 5HT

0044 20 3609 4712

قادیان دارالامان میں 122ویں جلسہ سالانہ کا نہایت کامیاب و بابرکت انعقاد

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ قادیان کے اختتامی اجلاس سے طاہر ہال بیت الفتوح لندن سے ایم ٹی اے کے دوطرفہ مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ براہ راست خطاب۔

☆......دعاؤں، ذکرالٰہی اور باہمی محبت واخوت کا روح پرور ماحول۔☆......36 ممالک کے 17574 افراد کی جلسہ میں شمولیت۔

☆......مختلف علمی وتربیتی موضوعات پر علماء سلسلہ کی تقاریر۔☆......9 زبانوں میں جلسہ کی کارروائی کے رواں ترجمہ کا انتظام۔

☆......ملک بھر کے قومی، صوبائی وعلاقائی کثیر الاشاعت 39 اخبارات کے علاوہ 26 ٹیلیویژن چینلز، 3 ریڈیو اسٹیشنز اور الیکٹرانک میڈیا پر جلسہ سالانہ کی وسیع پیمانے پر کوریج۔

☆......غیر مسلم معزز سرکاری وغیر سرکاری اہم شخصیتوں کی جلسہ میں شمولیت اور جماعت احمدیہ کی امن پسندی، رواداری، خدمت انسانیت کے کاموں پر خراج تحسین۔

☆......وزیر اعظم ہندوستان اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے جلسہ کے انعقاد پر مبارکباد کے خصوصی پیغامات۔

رپورٹ: ناظر نشر واشاعت قادیان

اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل واحسان ہے اور سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کے طفیل امسال جلسہ سالانہ قادیان بڑی شان وشوکت کے ساتھ مورخہ 27، 28، 29 دسمبر 2013ء کو قادیان دارالامان میں منعقد ہوا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

یہ جلسہ جس کی بنیادی اینٹ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھوں سے رکھی ہے اور جس کا آغاز سن 1891ء میں صرف 75 افراد شاملین جلسہ سے ہوا آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے عظیم الشان وسعت اختیار کر چکا ہے۔

امسال جلسہ سالانہ قادیان میں 36 ممالک سے 17574 افراد نے شرکت کی جن میں سے 5283 افراد جماعت پاکستان سے تشریف لائے۔

قادیان سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا مولد، مسکن اور مدفن ہے۔ اس وجہ سے ہر احمدی کے دل میں اس کی خاص محبت واحترام ہے اور وہ اس کی زیارت کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ امسال بیرون ہند سے آسٹریلیا، کینیڈا، امریکہ جیسے دور دراز ممالک سے لمبا ہوائی سفر کر کے عشاق قادیان یہاں آن پہنچے۔ ہندوستان سے بھی تین چار دن کے سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے اور خاص طور پر کشمیر سے سخت برفباری میں پہاڑوں کی مسافتیں طے کر کے شمع احمدیت کے پروانے قادیان پہنچے۔ 19 دسمبر 2013ء سے مہمانان کرام کی آمد شروع ہوئی۔

مہمانان کرام کی آمد سے قبل قادیان کو خوب سجایا جاتا ہے۔ صفائی کا ہر لحاظ سے اہتمام کیا جاتا ہے اور مقامات مقدسہ بالخصوص دارالمسیح کو بجلی کے قمقموں کی خوبصورت لڑیوں سے سجایا جاتا ہے۔ اہالیان قادیان بھی اپنے گھروں میں رنگ وروغن کرتے ہیں اور مہمانان جلسہ کے لئے اپنے گھروں کو سجاتے ہیں۔

قادیان میں ان مہمانان کرام کو ہر طرح کا آرام پہنچانے کے لئے اور ان کے قیام وطعام کے انتظام کے لئے جلسہ سالانہ کے تحت 59 شعبہ جات تھے جس میں 31 نظامتیں اور 28 مہمان نواز شامل ہیں۔ مہمانان کرام کی رہائش کے لئے باقاعدہ 29 قیامگاہیں قائم تھیں۔ جلسہ سالانہ کے انتظامات کے تحت تین لنگر خانوں میں کھانا تیار ہوتا تھا اور ایک لنگر میں پرہیزی کھانا بھی تیار کیا جاتا تھا۔ قادیان میں سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی توجہ اور شفقت کے نتیجہ میں روٹی پلانٹ قائم ہے جہاں سے صبح وشام کم وبیش 90000 روٹیاں تیار کی گئیں۔

جلسہ سالانہ قادیان کے پہلے روز مؤرخہ 27 دسمبر 2013ء کو سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ میں جلسہ سالانہ قادیان کے حوالہ سے خاص طور پر مہمانانِ کرام کو دعا کی طرف خصوصی تلقین فرمائی اور اسی طرح قادیان کے مقامی دکانداروں کو نمازوں کے اوقات میں دکان بند رکھنے کی ہدایت فرمائی اور مناسب قیمت پر اشیاء فروخت کرنے کی نصیحت فرمائی۔ چنانچہ تمام احباب جماعت نے حضور انور کے اس ارشاد کی پابندی کی۔

قادیان میں آکر احباب جماعت کو یہاں کے مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ بیت الدّعا میں نوافل کی ادائیگی کے لئے احباب لمبی لمبی قطار میں رات اڑہائی بجے سے سردی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے انتظار کرتے ہیں۔ بیت الدعا کے علاوہ بیت الفکر، بیت الذکر اور سرخ سیاہی کے نشان والے کمرے میں بھی احباب جماعت نوافل کی ادائیگی کرتے ہیں۔ جلسہ سالانہ کے ایام میں باقاعدہ نماز تہجد اور بعد نماز فجر خصوصی درس کا بھی اہتمام ہوتا ہے۔ درس کے بعد احباب جوق در جوق بہشتی مقبرہ تشریف لے جاتے ہیں اور مزار مبارک پر دعا کرنے کا باقاعدگی سے اہتمام کرتے ہیں۔ اسی طرح منارۃ المسیح کی زیارت کا بھی احباب جماعت اہتمام کرتے ہیں اور قادیان کے پُرسکون ماحول میں منارۃ المسیح سے اذان کی آواز سن کر احباب جماعت میں ایک خاص جذبہ اور روحانیت کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

جلسہ سالانہ کا دوسرا اہم اور بڑا شعبہ جلسہ گاہ کا ہے جس کا کام مہمانان کرام کو جلسہ کے روحانی مائدہ سے مناسب رنگ میں فائدہ پہنچانا ہے۔ چنانچہ جلسہ گاہ کے تحت کُل 17 شعبہ جات قائم تھے جن کی تفصیل درج ذیل ہے: دفتری امور، حاضری ونگرانی، مرکزی مساجد، تیاری جلسہ گاہ، تیاری وتزئین اسٹیج، لوائے احمدیت، استقبال، رپورٹنگ، روشنی وجنریٹر، ایم ٹی اے، الاسلام ویب سائٹ، آڈیو ویڈیو سیکشن، لاؤڈ اسپیکر، ترجمانی، رابطہ سرکاری حکام، پریس اینڈ میڈیا، صفائی وآب رسانی۔

قادیان میں چونکہ ماہ دسمبر میں سخت سردی ہوتی ہے اس کے باوجود جلسہ گاہ مردانہ کی حاضری 9250 تھی اور 6701 زنانہ جلسہ گاہ کی حاضری تھی اور 1500 کے قریب ڈیوٹی دینے والے مرد وخواتین تھے۔

امسال جلسہ سالانہ قادیان میں درج ذیل عناوین پر تقاریر ہوئیں:

1۔ ہستی باری تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کے حصول کے ذرائع۔ مقرر: محترم مولانا منیر احمد صاحب خادم ناظر اصلاح وارشاد جنوبی ہند۔

2۔ سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ کی روشنی میں۔ مقرر: محترم مولانا محمد حمید کوثر صاحب۔

3۔ سیرت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام آپؑ کا صبر واستقلال۔ مقرر: محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ قادیان۔

4۔ سیرت صحابہؓ: حضرت حمزہؓ اور حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ۔ مقرر: محترم مولانا مرزا محمد دین ناز صاحب ایڈیشنل ناظر تعلیم القرآن وقف عارضی ربوہ پاکستان۔

5۔ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام؛ حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانے کی ضرورت اور اہمیت قرآن وحدیث اور بزرگان امّت کے ارشادات کی روشنی میں۔ مقرر: محترم مولانا عطاء المجیب لون صاحب مربی سلسلہ نور الاسلام ٹول فری سیکشن۔

6۔ خلافت خامسہ کا دس سالہ مبارک دَور اور اس کے شیریں ثمرات بالخصوص امن عالم کے تعلق سے مساعی۔ مقرر: محترم مولانا عنایت اللہ صاحب منڈاشی ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ۔

7۔ پیشوایان مذاہب کا احترام امن عالم کی ضمانت ہے بزبان پنجابی۔ مقرر: محترم مولانا تنویر احمد خادم صاحب نائب ناظر دعوۃ الی اللہ۔

8۔ قرآن مجید ایک مکمل ضابطۂ حیات۔ عصر حاضر کے مسائل کی روشنی میں (حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حالیہ تقاریر کی روشنی میں)۔ مقرر: محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان۔

9۔ عصر حاضر میں دعا کی اہمیت۔ مقرر: محترم مولانا سفیر احمد صاحب شمیم نائب ناظم ارشاد وقف جدید قادیان۔

10۔ دعوت الی اللہ اور جماعت احمدیہ کی ذمہ داریاں۔ مقرر: محترم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم ایڈیشنل ناظر دعوۃ الی اللہ جنوبی ہند۔

11۔ شرائط بیعت اور ایک احمدی کی ذمہ داری (حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات وخطابات کی روشنی میں)۔ مقرر: محترم مظہر احمد وسیم صاحب استاد جامعہ احمدیہ قادیان۔

12۔ انفاق فی سبیل اللہ کی برکات اور اہمیت (قرآن کریم وحدیث اور کتب حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کرام کے ارشادات کی روشنی میں)۔ مقرر: محترم محمد اسماعیل طاہر صاحب وکیل التبشیر تحریک جدید قادیان۔

اس کے علاوہ درج ذیل احباب کی تعارفی تقاریر بھی ہوئیں:

1۔ محترم محمد شریف عودہ صاحب۔ امیر جماعت احمدیہ کبابیر۔

2۔ محترم عبدالباسط صاحب۔ امیر جماعت احمدیہ انڈونیشیا۔

3۔ محترم سلامت کشتبائی صاحب صدر جماعت احمدیہ قرغزستان۔

4۔ محترم صاحبزادہ ارشد راشدی صاحب آف امریکہ (پڑپوتے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ شہید)۔

5۔ محترم ہاؤ۔ژان صاحب معلّم سلسلہ قازاقستان۔

اسی طرح مورخہ 27 دسمبر 2013ء بروز جمعہ 2:30 بجے تا 5 بجے شام مستورات کی ایک خصوصی نشست محترمہ سیدۃ امۃ القدوس بیگم صاحبہ زوجہ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم ومغفور کی زیر صدارت جلسہ گاہ زنانہ میں منعقد ہوئی۔ اس نشست میں دو تقاریر بعناوین:

1۔ پردہ کی فرضیت واہمیت۔

2۔ 'آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ایک پہلو طبقۂ نسواں پر احسانات' ہوئیں۔

جلسہ سالانہ قادیان کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز براہ راست شاملین جلسہ کو ایم ٹی اے کی وساطت سے مخاطب فرماتے ہیں۔ مورخہ 29 دسمبر 2013ء بروز اتوار سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ احباب جماعت کثیر تعداد میں اس نشست میں شامل ہوئے اور اس قدر حاضری تھی کہ جلسہ گاہ کو مزید وسیع کرنا پڑا۔ اسی طرح ایم ٹی اے میں حضور انور کے لائیو خطاب کے دوران جلسہ سالانہ قادیان کے بھی مناظر دکھائے گئے اور یہاں سے بھی لائیو اسٹریمنگ ہوئی۔ قادیان سے جلسہ سالانہ کے اختتام پر ترانے پیش کئے گئے اور ایم ٹی اے کی برکات سے ساری دنیا کے احمدی احباب جلسہ سالانہ قادیان کی برکات سے فیضیاب ہوئے۔ الحمدللہ۔

امسال جلسہ سالانہ قادیان میں کُل 40 زبانیں

بولنے والے احباب شامل ہوئے۔ اور جلسہ گاہ کے انتظامات کے تحت 9 زبانوں میں رواں ترجمہ کا انتظام تھا۔ اور یہ زبانیں عربی، انگلش، رشین، انڈونیشین، بنگلہ، تامل، ملیالم، تیلگو اور کنّڑ ہیں۔

مختلف رنگ و نسل اور زبانیں بولنے والے لوگ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر قادیان میں جمع ہوتے ہیں اور خلافت کے سایہ تلے وحدت کا ایک عظیم الشان نظارہ پیش کرتے ہیں۔

ملک بھر کے قومی، صوبائی و علاقائی کثیرالاشاعت 39/اخبارات میں جلسہ سالانہ قادیان سے متعلقہ خبریں شائع ہوئی ہیں۔ اسی طرح 26 ٹیلیویژن چینل پر اور تین ریڈیو اسٹیشن پر جلسہ سالانہ قادیان کی خبریں نشر ہوئیں۔ پہلے روز 61 اخباری نمائندے موجود تھے۔ دوسرے روز 81 پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کے نمائندگان نے کوریج کی اور تیسرے روز 55 پریس کے نمائندگان نے کوریج کی۔

مؤرخہ 28 دسمبر 2013ء کے دوسرے اجلاس میں پیشوایان مذاہب کا احترام امن عالم کی ضمانت ہے، کے عنوان پر بزبان پنجابی تقریر ہوئی جس کے بعد مختلف غیر مسلم معززین اور سیاسی و سرکاری عہدیداران نے اپنے نیک خیالات اور تأثرات کا اظہار کیا جن میں سے بعض اہم شخصیات درج ذیل ہیں:

1۔ جناب سرجیت کمال گیانی ہیلتھ منسٹر پنجاب۔
2۔ جناب سیوا سنگھ سیکھواں صاحب۔ سابق منسٹر پنجاب۔
3۔ جناب سوان لالا۔ سابق منسٹر ٹرانسپورٹ پنجاب۔
4۔ جناب سچا سنگھ سابق ایم ایل اے۔
5۔ جناب گریس پرمار سابق ہوم منسٹر گجرات۔
6۔ جناب پرتاپ سنگھ صاحب باجوہ ایم پی و پردھان پنجاب کانگریس۔
7۔ جناب منڈیشور سوامی ویشویشور آنند جی مہاراج آف گجرات۔
8۔ جناب ڈاکٹر بلکار سنگھ ممبر مائنورٹی کمیشن۔
9۔ جناب کے پی سنگھ ممبر آف پارلیمنٹ۔
10۔ جناب شری اویناش کھنہ ممبر آف پارلیمنٹ۔
11۔ جناب ونود کھنہ صاحب سابق منسٹر پنجاب۔
12۔ جناب ڈاکٹر این ٹی سنگل صاحب نیشنل صدر مزدور بہوجن سورَکشا دَل۔

علاوہ ازیں جناب راج کمار صاحب ویرکا یونین منسٹر نے وزیراعظم ہند کا مبارکبادی کا خط پیش فرمایا۔ محترم سیوا سنگھ سیکھواں صاحب نے وزیراعلیٰ پنجاب کی جانب سے مبارکبادی کا تحفہ پیش کیا۔

مورخہ 29 دسمبر 2013ء کو بعد نماز مغرب وعشاء بمقام مسجد اقصیٰ محترم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان نے 39 نکاحوں کے اعلان کئے۔

شعبہ خدمت خلق کے تحت حفاظتی ڈیوٹیاں سرانجام دی گئیں۔ ہندوستان بھر سے 600 اور بیرون ہند سے 200 رضا کاران حفاظتی ڈیوٹیوں پر متعین تھے۔ دارالمسیح، بہشتی مقبرہ اور جلسہ گاہ میں خاص چیکنگ کا اہتمام تھا اور ان کے داخلی دروازے میں ID کارڈ کی Barcode اسکیننگ بھی ہوتی رہی۔ اسی طرح ان مقامات میں CCTV کیمروں کے ذریعہ بھی نگرانی کی گئی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ قادیان بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ یہ جلسہ دراصل سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی ایک عظیم الشان دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جلسہ سالانہ کو مزید وسعتیں عطا فرماتا چلا جائے اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خاص دعاؤں کا ہم سب کو وارث بنادے۔ آمین

......☆☆☆☆......

مبارک صد مبارک

سفَر لِلّٰہی پہ ہو جانا مبارک — بخیر و ظفر لوٹ آنا مبارک
مساجد کی رونق بڑھانا مبارک — سوئے حق سبھی کو بلانا مبارک
قدم بوسی کی جن ممالک نے اب کے — مبارک قدم واں ٹکانا مبارک
ہوں جاپانی یا نیوزی لینڈرز انہیں — پیامِ محمدؐ سنانا مبارک
جو آئے بصد شوق بہرِ زیارت — انہیں اک جھلک سے رلانا مبارک
ترستے تھے میخوار اک گھونٹ تک کو — انہیں جام بھر بھر پلانا مبارک
صحافی یا عالم یا ہو واقفِ نَو — دمِ گفتگو مسکرانا مبارک
جو دیدار کرتے تھے سکرین پر ہی — انہیں جا کے چہرہ دکھانا مبارک
ہوا و ہوس کا چھڑانا مبارک — سبق راستی کا پڑھانا مبارک
شریعت سکھانا طریقت بتانا — حقیقت سے پردہ اٹھانا مبارک
جماعت کو تقویٰ کی راہوں پہ لے کر — قدم آگے آگے بڑھانا مبارک
بتدریج و الفت زمانے سے آقا — رسوماتِ بد کا مٹانا مبارک
رہِ امنِ عالم ہیں بھولے جو لیڈر — انہیں سیدھا رستہ دکھانا مبارک
ہاں یاد آگئی اک پرانی کہانی — وہ گھانا میں گندم اگانا مبارک

(محمد اسلم صابر۔ استاذ جامعہ احمدیہ کینیڈا)

بقیہ: امن کانفرنس تنزانیہ ازصفحہ 8

کے چار D.C صاحبان، مئیر صاحب، اور ریجنل پولیس کمانڈر شامل تھے۔ اسی طرح اکثر مقررین نے امیر صاحب کی تقریر کے بعض پوائنٹس بار بار اپنی تقاریر میں دہرائے اور اس قسم کی کانفرنس کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیا۔ اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود کی اس آواز کو کہ میری کسی سے دشمنی نہیں (جو کہ دعوت نامے کے ساتھ منسلک تھی) اور ...love for all کے الفاظ کو بنی نوع انسان کے لئے باہمی رواداری اور امن وسلامتی کے قیام کا بنیادی ذریعہ قرار دیا۔ عیسائی پادری اور دیگر اہم نمائندگان نے بھی امن کے موضوع پر تقاریر کیں۔

اس کانفرنس میں کمشنر صاحب ارنگا، ڈپٹی کمشنرز، میئر صاحب، علاقہ کے کونسلر صاحب، پادری صاحبان، ریجنل پولیس کمانڈر سمیت کئی اہم سرکاری و غیر سرکاری شخصیات نے شرکت کی۔ کانفرنس کے آخر پر مکرم ومحترم طاہر محمود چوہدری صاحب امیر و مشنری انچارج تنزانیہ نے تمام شاملین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دعا کے ساتھ اس اجلاس کو ختم فرمایا۔ کانفرنس کے بعد تمام شاملین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

اس امن کانفرنس کے حوالے سے دو بڑے اخبارات Nipashe اور Mwannchi، نیشنل ٹی وی TBC1، اور لوکل ٹی وی MTV، پر خبر تین چار بار نشر ہوئی۔ 2 ملکی اور 3 لوکل ریڈیوز پر بھی خبر نشر ہوئی۔ الحمدللہ علی ذالک۔

کانفرنس میں مسلمانوں کے کئی فرقوں کے افراد، عیسائی صاحبان، ہندو مت کے نمائندگان اور سکھ مذہب کے احباب سمیت بہت سے لوگوں نے شرکت کی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاضری 160 سے تجاوز کرگئی۔

احباب جماعت سے اس کانفرنس کے اچھے اور دیرپا اثرات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

......☆☆☆......

Shaheen Reisen

Cheap airtickets worldwide!

Authorised Travel Agency

آپ ہمیشہ اپنی قابلِ اعتماد شاہین ٹریول سروس سے دُنیا بھر کے کسی بھی مُلک سے سفر کرنے والوں کے لئے جدید الیکٹرونک طریقہ کار سے ہوائی ٹکٹ آپ اپنے گھر بیٹھے ہی فوراً حاصل کریں۔ نیز UK سے بذریعہ کار DOVER سے CALAIS آنے والوں کے لئے FERRY کی بکنگ کروائیں مذید معلومات کے لیئے ٹیلی فون نمبر نوٹ فرمالیں۔ شُکریہ

Arshad Ahmad Shahbaz
-Chief Executive-

Fon: 06151 - 36 88 525
Fax: 06151 - 36 88 526
Emergency No.: 0163 - 1750786

info@shaheenreisen.de / www.shaheenreisen.de / Adresse: Martinstr. 87 - 64285 Darmstadt
Bankverbindung:Shaheen Reisen- IBAN-Code: DE58500100600584625606- BIC-Code: PBNKDEFF

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2013ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر 115)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''لوگوں کا یہ خیالِ خام ہے کہ فلاں شخص فلاں کے پاس جا کر بلا مجاہدہ وتزکیہ ایک دم میں صدیقین میں داخل ہو گیا۔ قرآن کو دیکھو کہ خدا کس طرح تم پر راضی ہو۔ جب تک نبیوں کی طرح تم پر مصائب وزلازل نہ آویں۔ جنہوں نے بعض وقت تنگ آ کر یہ بھی کہہ دیا۔ حَتّٰی یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰی نَصْرُ اللّٰهِ۔ اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ۔ اللہ کے بندے ہمیشہ بلاؤں میں ڈالے گئے۔ پھر خدا نے ان کو قبول کیا۔''

(رپورٹ جلسہ سالانہ 1897 ص43)

قارئین کی خدمت میں ماہ نومبر، دسمبر 2013ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت سے تعلق رکھنے والے واقعات میں سے کچھ کا خلاصہ پیش ہے۔

پاکستان میں عدالتی نظام

07 ستمبر 2013ء: ربوہ میں منعقد کی جانے والی سالانہ ختمِ نبوّت کانفرنس میں قاری منصور احمد نامی ملّاں نے تقریر کی۔ اس تقریر میں اس نے بڑے فخر سے بیان کیا کہ اس کے سر ایک احمدی کی جان لینے کا 'سہرا' ہے۔ اس واقعہ اور اس کے بعد اس پر چلنے والے کیس کے حالات کا خلاصہ جو اس نے اس تقریر میں بیان کیا کچھ یوں ہے:

'آج ہم ان کے گھر کے صحن میں کھڑے ہو کر انہیں جو جی میں آئے کہتے ہیں۔ جس دن یہ فیصلہ (احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا) ہوا میں اپنے دو ساتھیوں سمیت ایک احمدی کو جہنم رسید کرنے کے جرم میں ملتان سنٹرل جیل میں بند تھا۔۔۔۔ ہمارے مقدمے کے دو فیصلے ہوئے۔ سیشن جج نے ہمیں عمر قید کی سزا سنائی اور ہائیکورٹ کے جج نے ہمیں بری کر دیا۔ سیشن کورٹ کا جج بھی بڑا پکا مسلمان تھا، اس نے جب سزا لکھی تو اس نے مرزا (صاحب) کے تمام دعووں کو اپنے فیصلہ میں نقل کرتے ہوئے لکھا کہ ان دعووں کے مطابق ایسا مدعی مرتد ہے اور واجب القتل ہے۔ یہ سیشن جج نے لکھا۔ ایسا آدمی مرتد ہے اور واجب القتل ہے، لیکن جو اگلا جملہ لکھا، اس نے کہا لیکن ایسے مرتد کو سزا دینا قتل کی، یہ فرد کا نہیں ریاست کا کام ہے۔ قانون کو ہاتھ میں لینے کی وجہ سے میں ان کو سزا دیتا ہوں۔ اس مدعی کو قتل کرنے کی سزا نہیں دے رہا۔ اور ہائی کورٹ کے جج نے جو بات لکھی، وہ تو سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے۔ اس نے کہا ایسا قتل جرم ہی نہیں۔ اس شخص کے بارے میں اس زمانے میں بھی یہ مشہور تھا کہ جس کسی کو نچلی عدالت سے سزا ہو جاتی تھی وہ کبھی اس سے رعایت نہیں برتا کرتا تھا، لیکن کتنا پکا مسلمان تھا، اس نے مجھے بری کر دیا۔ اس کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں اربابِ حکومت سے کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ پاکستان کے غیور مسلمان ایسے بدبختوں کے فیصلے خود نافذ نہ کریں تو تم اپنا قدم خود بڑھاؤ، یہ تمہاری ذمہ داری ہے۔'

(نوٹ: احمدیوں کے بارہ میں ان بدبخت علماء کی اشتعال انگیز اور دریدہ دہنی پر مشتمل تقاریر کے الفاظ کو ہو بہو نقل کرنا ممکن نہیں، اس لئے اس ملّاں کی تقریر کا خلاصہ دیا گیا ہے)

تقریر کے ان الفاظ سے قارئین بخوبی اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پاکستان میں ملّاں اور انصاف مہیا کرنے والے اداروں کی سوچ کیا ہے؟ اور کس طرح یوں ظلم و بربریت اور دہشتگردی کی کھلی چھٹی ہے۔

حق بات بیان کرنا ایک گناہ!

لاہور: ایک مایہ ناز پاکستانی صحافی زوفین ابراھیم نے ایک مضمون لکھا جو مؤرخہ 23/اکتوبر 2013ء کو عالمی نوعیت کی ایک ویب سائیٹ indexcensorship.org پر پوسٹ ہوا۔ اس مضمون میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ احمدیوں کے بارے میں رپورٹنگ کرنے والے صحافیوں کو بھی جان سے مار دینے کی دھمکیاں دی جاتی ہیں اور ان کو ذہنی تشدّد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

اس مضمون میں انہوں نے لکھا کہ رانا تنویر جو انگریزی روزنامہ Express Tribune میں رپورٹر ہیں دو ہفتے سے دفتر نہیں جا سکے کیونکہ اکتوبر کے شروع میں انہیں ایک گمنام خط ملا تھا جس میں انہیں 'کافر' کہا گیا اور ان کے احمدیوں اور مسیحیوں کے حق میں بعض مضامین لکھنے پر انہیں شدید تنقید کا نشانہ بنایا گیا تھا۔

اس خط میں انہیں خلافِ اسلام تحریرات لکھنے سے باز رہنے کا کہا گیا اور یہ لکھا گیا کہ انہیں اپنے اس گناہ پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہیے۔ نیز یہ کہ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو انہیں ختم کر دیا جائے گا کیونکہ ایک کافر کی یہی سزا ہے۔

اس خط پر تبصرہ کرتے ہوئے رانا تنویر نے کہا کہ میں ان حالات میں اپنے فرائض سرانجام نہیں دے سکتا، نہ ہی کوئی صحافی جو آزادی سے گھوم پھر نہ سکتا ہو اپنا کام درست طریق پر کر سکتا ہے۔

شروع شروع میں تو انہوں نے اس خط کو سنجیدگی سے نہیں لیا لیکن اس خط کے موصول ہونے کے ایک ہفتہ بعد انہیں محسوس ہوا کہ ایک آدمی موٹر سائیکل پر سائے کی طرح ان کا ہر جگہ پیچھا کر رہا ہے۔ اس بات کا یقین کر لینے کے لئے کہ وہ سوار واقعی ان کا پیچھا کر رہا ہے انہوں نے کئی راستے بدلے مگر وہ بدستور ان کے پیچھے آتا رہا۔ چنانچہ انہیں اندازہ ہوا کہ خط لکھنے والے اپنے مذموم مقاصد کو عملی جامہ بھی پہنا سکتے ہیں، انہیں اپنی حفاظت کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑے گا۔

اپنے ایک سینئر ساتھی کے کہنے پر انہوں نے پولیس میں رپورٹ درج کرائی لیکن سیکیورٹی خدشات کی بنا پر کسی کو اس درخواست میں نامزد نہ کیا۔

ان کے ایڈیٹر نے انہیں کہا کہ وہ کچھ عرصہ کے لئے اقلیتوں کے بارے میں رپورٹنگ نہ کریں اور اگر وہ کوئی رپورٹ شائع کروانا چاہتے ہیں تو ان کی byline (نام وغیرہ) کے بغیر شائع ہو۔

فرح ناز زاہدی جو رانا تنویر کی ساتھی صحافی ہیں کہتی ہیں کہ ایک صحافی کی سب سے بڑی حوصلہ افزائی اور عزت افزائی اس بات میں ہوتی ہے کہ اس کی رپورٹ اس کے نام کے ساتھ شائع ہو جائے، اور اسی سے اس کی ساکھ میں بہتری آتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس طرح صحافیوں کو ڈرانے دھمکانے اور حق بات کہنے سے روک دینے سے حقائق کی رپورٹنگ کرنا ناممکن ہو کر رہ جائے گا!

رانا تنویر کے مطابق شہر میں متعدد مواقع پر اقلیتوں کے حقوق غصب کیے جاتے ہیں لیکن بہت ہی کم صحافی ایسے واقعات کو رپورٹ کرنے کی جرأت کرتے ہیں۔

چیف جسٹس آف پاکستان کے مطابق 1992ء سے اب تک کل 28 صحافی اپنے فرائض کی انجام دہی کے دوران موت کے گھاٹ اتار دیے گئے۔

مظہر عباس جو پاکستان فیڈرل یونین برائے صحافی برادری کے سابق سیکرٹری جنرل ہیں کہتے ہیں کہ پاکستان میں صحافت کے شعبہ سے منسلک رہنا آسان کام نہیں، ہمارا ملک صحافیوں کیلئے شام اور مصر کے بعد دنیا میں تیسرا خطرناک ملک ہے۔

احمدی ڈاکٹر کی ضمانت مسترد

سنت نگر لاہور؛ نومبر، دسمبر 2013ء: پولیس نے ایک احمدی ہومیو پیتھ محترم مسعود احمد صاحب کو ان کے کلینک سے زیرِ دفعہ C-298 گرفتار کیا تھا۔ اس دفعہ کے تحت انہیں تین سال کی قید اور جرمانہ کی سزا ہو سکتی ہے۔

ملّاں محمد احسان کی پولیس میں دی جانے والی درخواست کے مطابق یہ ملّاں ڈاکٹر صاحب کے پاس دوا لینے کی غرض سے گیا تو ڈاکٹر صاحب نے اسے اپنے مسلک کے بارے میں تبلیغ کی جو سراسر قانون کی خلاف ورزی تھی۔ اس نے ثبوت کے طور پر پولیس کے سامنے ایک ویڈیو ریکارڈنگ پیش کی جس کی بنا پر پولیس نے ڈاکٹر صاحب کے خلاف مؤرخہ 25 نومبر کو ایف آئی آر کاٹ کر انہیں گرفتار کر لیا۔

دراصل یہ تمام کیس ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت بنایا گیا ہے۔ یہ ملّاں جو بری نیت لے کر ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا تھا خود بخود ان سے احمدیت کے بارے میں سوالات پوچھنے لگا اور ڈاکٹر صاحب جو اس کی بری نیت کو نہ بھانپ سکے قرآن کریم کی آیات سے استنباط کرتے ہوئے اسے سوالات کے جوابات دیتے رہے۔ ایسے میں وہ ملّاں ایک خفیہ آلہ کے ذریعے ان کی ویڈیو ریکارڈ کرتا رہا اور اسے ثبوت کے طور پر پولیس کے سامنے پیش کر دیا۔

ڈاکٹر مسعود صاحب کو گرفتار کر کے کیمپ جیل میں منتقل کر دیا گیا ہے۔ مسعود صاحب انگلستان کی شہریت رکھتے ہیں۔ ایک غیر احمدی وکیل اور سابق مجسٹریٹ نے رضا کارانہ طور پر ان کا کیس لڑنے کا فیصلہ کیا ہے۔

مؤرخہ 30 نومبر کو مجسٹریٹ نے ڈاکٹر صاحب کی ضمانت کی درخواست مسترد کر دی۔ اس فیصلہ کے خلاف اپیل ایک جج کی عدالت میں پیش کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب کے معمر ہونے کی وجہ سے انہیں جیل میں شدید تکالیف کا سامنا ہے لیکن پھر بھی اس جج نے ضمانت کے لئے کی جانے والی اپیل کو بھی مسترد کر دیا۔ بلکہ اس جج نے تو سرکاری وکیل کو یہ تک کہہ ڈالا کہ اس مقدمہ کے لئے پیش کیے جانے والے ثبوت ڈاکٹر صاحب کے خلاف آئینِ پاکستان کی دفعات A-295 اور C-295 کے تحت مقدمات قائم کر دینے کے لئے بھی کافی ہیں۔ یاد رہے کہ دفعہ A-295 کے تحت قائم شدہ مقدمہ کی سماعت انسدادِ دہشت گردی کی عدالت میں ہو سکتی ہے جبکہ دفعہ C-295 کے تحت قائم مقدمہ پر سزائے موت ہو سکتی ہے۔ اور وفاقی شرعی عدالت کے نزدیک تو اس کی سزا سوائے موت کے اور کچھ ہے بھی نہیں!

اس سے قبل پولیس اور عدالتیں احمدیوں کے خلاف ایسے کسی درخواست پر کارروائی نہیں کرتے تھے جن میں درخواست دہندہ کسی احمدی کے پاس خود چل کر گیا ہو اور پھر اس نے اس احمدی پر تبلیغ کرنے کا الزام لگایا ہو۔

قابلِ توجہ امر یہ ہے کہ حکومتِ پاکستان عوامی حلقوں میں فرقہ واریت کے خلاف بیان دیتی نظر آتی ہے لیکن درپردہ اپنے ذمہ دار افسران کو احمدیوں پر زندگی تنگ کرنے کی ہدایات پہنچا رہی ہے۔

ایک احمدی کے خلاف مقدمہ

پیرو چک ضلع سیالکوٹ؛ 20 دسمبر 2013ء: محترم مظفر احمد ڈوگر ابن بشیر احمد کو پولیس تھانہ موترہ نے تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ C-298 کے تحت گرفتار کر لیا ہے۔

واقعات کے مطابق ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے خلاف درخواست دراصل کسی ذاتی رنجش کی بنا پر دائر کی گئی ہے۔

مظفر ڈوگر صاحب کے فارم کے ساتھ ہی مشتاق احمد کی زمین ہے۔ ان دونوں ہمسایوں کے درمیان زمین سے گزرنے والے راستے پر تنازعہ ہو گیا۔ بات کورٹ کچہری تک جا پہنچی یہاں تک کہ ہائیکورٹ نے اس مقدمہ کا فیصلہ مظفر صاحب کے حق میں دے دیا۔ چنانچہ اس بات کا بدلہ لینے کے لئے مشتاق احمد نے ملّاں کی مدد سے مظفر صاحب کے خلاف اینٹی احمدیہ آرڈیننس کے تحت مقدمہ دائر کروا دیا۔

ہوا کچھ یوں کہ قریباً تین ہفتے قبل تین افراد مظفر ڈوگر صاحب کے پاس گئے اور انہیں ڈرایا دھمکایا۔ مظفر صاحب نے جب پولیس سے رابطہ کیا تو دوسری جانب ملّاں کی سوچی سمجھی سازش کے تحت ان تین افراد میں سے ایک نے پولیس میں درخواست دے دی کہ مظفر ڈوگر نے ان کے سامنے کلمہ طیبہ پڑھا ہے اور یہ کہا ہے کہ وہ مسلمان ہے۔ اگرچہ مظفر ڈوگر صاحب کے مسلمان ہونے میں ذرہ بھر بھی شک نہیں لیکن ایسا کوئی واقعہ درحقیقت وقوع پذیر نہیں ہوا۔ بہرحال پولیس نے اس شکایت پر فوری ایکشن لیتے ہوئے مظفر ڈوگر صاحب کو گرفتار کر لیا اور انہیں یہ بتایا گیا ہے کہ ان کے خلاف ایف آئی آر کٹ چکی ہے۔

راجن پور میں گرفتاری

راجن پور؛ 31 دسمبر 2013ء: راجن پور شہر میں رہنے والے تین احمدی بھائیوں کو علاقے کے ملّاں کی ایک جھوٹی درخواست پر کارروائی کرتے ہوئے پولیس نے تعزیراتِ پاکستان دفعہ C-298 کے تحت زیرِ حراست لے لیا جبکہ ان میں سے ایک احمدی کو جن کی عمر 70 سال ہے گرفتار کر لیا گیا ہے۔

اطلاعات کے مطابق ملّاں نے پولیس میں یہ رپورٹ درج کروائی کہ تین احمدی محترم ناصر احمد قمر (امیر جماعتِ احمدیہ ضلع راجن پور)، محترم لئیق احمد صاحب (صدر جماعتِ احمدیہ راجن پور شہر) اور محترم شریف احمد صاحب نے حمزہ چوک راجن پور میں ایک پمفلٹ تقسیم کیا ہے۔ پولیس نے ان کی درخواست پر بلا تحقیق فوری کارروائی کرتے ہوئے ان احمدی عہدیداران کے خلاف ایف آئی آر درج کر لی اور ان میں سے محترم شریف احمد صاحب کو گرفتار کر لیا جبکہ دیگر دو احباب کی گرفتاری کے لئے کوشش میں ہے۔

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت مقداد بن عمروؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 5؍جولائی 2010ء میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب کے قلم سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ابتدائی صحابی حضرت مقداد بن عمروؓ کی سیرۃ وسوانح پر ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

حضرت مقداد بن عمروؓ کی کنیت ابومعبد تھی۔ آپؓ شہر بہراء کے باشندے تھے۔ لمبے قد اور گندمی رنگ کے تھے۔ جسم بھاری بھرکم تھا۔ سر پر بال زیادہ تھے۔ داڑھی رنگا کرتے تھے جو بہت خوبصورت تھی، نہ بہت بڑی اور نہ بہت چھوٹی۔

مقداد زمانہ جاہلیت میں اپنے شہر بہراء میں کسی دشمن کا خون کر بیٹھے۔ ان کے قبیلے کے ذمہ دیت آئی۔ چنانچہ یہ وہاں سے بھاگ کر کندہ قبیلہ میں چلے گئے اور ان کے حلیف بن گئے۔ جب وہاں بھی ایسی ہی نوبت آئی تو بھاگنا پڑا اور پھر مکے میں آکر پناہ لی اور اسے اپنا وطن بنایا اور یہاں آکر اسود بن یغوث زہری کے حلیف بنے۔ انہوں نے مقداد کو اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا اور تب سے آپ مقداد بن عمرو کے بجائے مقداد بن اسود کہلانے لگے۔

اُس زمانہ میں اسلام کا آغاز تھا اور آپ کا شمار اسلام قبول کرنے والے پہلے سات افراد میں ہوتا ہے۔ جب یہ آیت اتری کہ لوگوں کو ان کے باپوں کے نام سے یاد کیا کرو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف والی بات ہے۔ (الاحزاب:6) تو آپؓ اپنی اصل ولدیت مقداد بن عمرو سے معروف ہوئے۔

مکہ میں کفار کی طرف سے مصائب کا سامنا کرنا پڑا تو دیگر اصحاب کی طرح مجبوراً حبشہ ہجرت کی۔ وہاں سے واپس آئے اور مدینہ ہجرت کا قصد کیا مگر اس میں کفار نے روک ڈالی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ تشریف لے جاچکے تھے۔ مقداد کسی ایسے حیلہ کی تلاش میں تھے جس سے وہ کفار کے چنگل سے نکل کر مدینہ ہجرت کر جائیں۔ کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے اس کا سامان کردیا۔ سردار مکہ عکرمہ کی سرکردگی میں کفار قریش کی ایک مہم مسلمانوں کے خلاف نکل رہی تھی۔ مقداد اس میں شامل ہوگئے اور جب مسلمانوں کے ساتھ مڈھ بھیڑ ہوئی تو موقع پاکر مسلمانوں کی طرف بھاگ آئے۔ یوں بالآخر ہجرت کی توفیق پائی۔

جب مقدادؓ مدینہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ذاتی مہمان رکھا۔ اس زمانہ کا ایک دلچسپ واقعہ مقدادؓ خود بیان کرتے تھے کہ رسولؐ اللہ کے پاس چند بکریاں تھیں جن کے دودھ پر رسولؐ اللہ کے مہمان صحابہ کا گزارا ہوتا تھا۔ دستور یہ تھا کہ ہم یعنی مقداد اور ان کے دو اَور مہمان ساتھی بکریوں کا دودھ خود دوہتے اور اپنا حصہ پی کر سو جاتے۔ باقی دودھ ایک پیالہ میں ڈھک کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بچا رکھتے۔ ایک رات دینی کاموں میں مصروفیت کے باعث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گھر واپسی میں تاخیر ہوگئی۔ مقدادؓ بیان کرتے ہیں کہ ادھر میری بھوک کی شدّت اپنے حصہ کے دودھ سے کم نہ ہوئی تو دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ رسولؐ اللہ کے حصہ کا دودھ بھی پی لیا جائے۔ اس خیال کو مزید تقویت اس بات نے دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو انصار نے دودھ وغیرہ پلا دیا ہوگا اور وہ تو سیر ہوکر آئیں گے۔ چنانچہ مَیں نے دودھ پی کر خالی پیالہ واپس اسی جگہ رکھ دیا۔ آنحضرتؐ کا دستور تھا کہ آپؐ واپس گھر تشریف لاتے اور اگر لوگ سوئے ہوئے ہوتے تو دوسروں کو جگائے بغیر آہستہ آواز میں سلام کہتے اور پھر وہاں تشریف لے جاتے جہاں دودھ کا پیالہ رکھا ہوتا۔ چنانچہ اُس روز بھی آپؐ تشریف لائے اور حسب معمول سونے سے پہلے اُس طرف گئے جہاں دودھ کا پیالہ پڑا ہوتا تھا مگر وہ پیالہ خالی تھا۔ اِدھر مَیں عرقِ ندامت سے پانی پانی ہو رہا تھا کہ مجھ سے کیا حرکت سرزد ہوگئی۔ اُدھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باآواز بلند یہ دعا کی کہ ’’اے اللہ! اس وقت میری بھوک کی حالت میں جو بھی مجھے کھلائے تُو اسے کھلا اور جو مجھے پلائے تُو اسے پلا‘‘۔ مقدادؓ کہتے ہیں کہ دعا سن کر مجھے کچھ ڈھارس بندھی، مَیں فوراً اٹھا اور اُن بکریوں کی طرف گیا جن کا دودھ پہلے دوہا جاچکا تھا۔ مگر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جب بکری کے تھن کو میرا ہاتھ پڑا تو اسے دودھ سے بھرا ہوا پایا۔ مَیں نے دودھ سے اپنا برتن بھرا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آیا۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ پہلے تم پی لو۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! پہلے آپ پی لیں پھر میں ساری بات عرض کروں گا۔ جب رسول اللہ نے دودھ پی لیا تو وہ پھر بھی باقی بچ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اب تم پی لو۔ مَیں نے پیا اور جب خوب سیر ہوگیا تو بے اختیار میری ہنسی چھوٹ گئی اور میں لوٹ پوٹ ہونے لگا۔ رسول اللہ نے فرمایا: مقداد کیا بات ہے؟ تب مَیں نے سارا قصہ سنایا کہ یارسولؐ اللہ! مَیں تو اس خیال سے آپؐ کے حصہ کا دودھ پی گیا تھا کہ آپؐ باہر سے دودھ پی کر آئیں گے۔ مگر جب آپ نے آکر یہ دعا کی تو مَیں اٹھا اور پھر یہ عجیب نشان ظاہر ہوا کہ خداتعالیٰ نے ایک بکری کے تھنوں میں دوبارہ دودھ اتار دیا۔ مَیں ہنس اس لئے رہا ہوں کہ میں نے رسول اللہ کے دودھ کا حصہ بھی پیا اور اپنا بھی اور دودھ دوہنے کے بعد پھر خدا نے بھی مجھے پلایا اور یوں میرے حق میں آپ کی دعا بھی قبول ہوگئی۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ یہ تو خداتعالیٰ کی طرف سے ایک برکت تھی اور یہ تمہارے ساتھی جو سوئے ہوئے ہیں انہیں اس میں سے کیوں حصہ نہ دیا؟

مقدادؓ نے مدینہ میں کچھ عرصہ حضرت کلثوم بن ہدمؓ کے پاس قیام کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبار بن صخر سے ان کی مؤاخات قائم کی اور بنی حُدیلہ میں زمین کا ایک ٹکڑا بھی عطا فرمایا۔

حضرت مقدادؓ کو رسولؐ اللہ کے ساتھ تمام غزوات میں شرکت کی توفیق ملی۔ آپؓ اچھے تیرانداز اور بہت عمدہ گھڑسوار تھے۔ بدر میں اپنے گھوڑے سُبحہ پر سوار ہوکر شامل ہوئے۔ چنانچہ ایک روایت کے مطابق سب سے پہلا شخص جس نے گھوڑے پر بیٹھ کر جہاد کیا وہ حضرت مقدادؓ تھے۔

بدر کے موقع پر حضرت مقدادؓ سے ایثار اور قربانی کا شاندار نظارہ دیکھنے میں آیا جس پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی رشک کیا کرتے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیعت عقبہ کے وقت انصارِ مدینہ سے یہ معاہدہ ہوا تھا کہ وہ مدینہ میں رہ کر آپ کی حفاظت کریں گے۔ بدر کے موقع پر جب پہلی دفعہ اپنے دفاع کے لئے مدینہ سے باہر نکلنا پڑ رہا تھا تو رسول اکرمؐ نے چاہا کہ اب انصار سے دوبارہ مشورہ کرلیا جائے۔ اس موقع پر صحابہ کو جمع کرکے آپ نے ان سے مشورہ مانگا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم ہر قسم کی قربانی کے لئے حاضر ہیں اور حسب ضرورت باہر نکل کر بھی ہم دشمن کا مقابلہ کریں گے۔ حضرت عمرؓ نے بھی یہی مشورہ دیا لیکن رسولؐ اللہ پھر بھی مشورہ طلب کر رہے تھے۔ غالباً آپؐ کا روئے سخن انصار مدینہ کی طرف تھا کہ ان میں سے کوئی مشورہ دے۔ دریں اثناء حضرت مقداد بن عمروؓ نے کھڑے ہوکر عرض کیا: ’’یارسول اللہ! ہم موسیٰؑ کے ساتھیوں کی طرح نہیں ہیں کہ یہ کہیں کہ آپ اور آپ کا ربّ جاکر لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ خدا کی قسم! ہم تو وہ وفا شعار غلام ہیں جو آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی۔ آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گزرے۔ یارسولؐ اللہ! اگر آپ حکم دیں تو ہم اپنے گھوڑے سمندر میں ڈالنے کے لئے تیار ہیں‘‘۔ صحابہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مقدادؓ نے جب یہ جوش بھرے الفاظ کہے تو ہم نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔

اُس وقت ایثار وفدائیت کے جذبے اگرچہ تمام صحابہ کے دل میں موجیں مار رہے تھے مگر اُن کو زبان حضرت مقدادؓ نے دی۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعود جیسے بزرگ صحابی بجا طور پر کہا کرتے تھے کہ وہ نظارہ جو میں نے مقدادؓ سے دیکھا، اے کاش میری تمام نیکیاں مقدادؓ کی ہوتیں اور یہ نظارہ مجھ سے ظاہر ہوا ہوتا۔

حضرت مقدادؓ کی نیکی اور خدمات کا صلہ تھا کہ خود رسول اللہ نے ازراہ شفقت ان کی شادی کا اہتمام کروایا۔ چنانچہ ہجرت کے بعد جب ایک دفعہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے مقدادؓ سے کہا کہ آپ شادی کیوں نہیں کرتے تو انہوں نے برجستہ کہا آپ ہی رشتہ دے دیں۔ جس پر حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف رنجیدہ بھی ہوئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کے رشتہ، حالات اور کفو میں تفاوت ہوگا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعہ کا پتہ چلا تو آپؐ نے مقدادؓ سے فرمایا کہ میں اپنی چچازاد بہن ضباعہ بنت زبیر تم سے بیاہ دیتا ہوں۔ چنانچہ یہ شادی ہوگئی اور یوں رسول اللہ کے ساتھ حضرت مقدادؓ کا ایک تعلقِ مصاہرت بھی قائم ہوگیا۔

مقدادؓ خیبر کے معرکہ میں شامل ہوئے اور مال غنیمت سے حصہ ملا جو پندرہ وسق تھا۔ بعد میں حضرت معاویہؓ نے اسے ایک لاکھ درہم میں خریدا۔

حضرت مقدادؓ کے شوق جہاد کا وہی عالم تھا جس کا اظہار انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا تھا چنانچہ بڑھاپے میں جب جسم بھی بھاری ہوگیا تو بھی جہاد میں بھرپور حصہ لیا کرتے تھے۔ کسی نے کہا کہ قرآن شریف نے تو مریض اور کمزور کو معذور قرار دیا ہے آپ کو جہاد پر جانے کی کیا ضرورت ہے؟ کہنے لگے کہ قرآن کا حکم ہے کہ اے لوگو جہاد کے لئے نکلو خواہ ہلکے ہو یا بھاری۔ (التوبہ:42)

بالعموم اس آیت میں بھاری اور ہلکے کے معنے ہتھیار سے لیس یا بغیر ہتھیار کے کئے جاتے ہیں لیکن مقدادؓ کہا کرتے تھے کہ ثِقَالاً سے بھاری بھرکم بدن بھی مراد ہوسکتا ہے اور اگر میرا وزن بڑھ کر جسم بھاری بھی ہو چکا ہے تو بھی مجھے جہاد کے لئے نکلنے کا حکم ہے۔ چنانچہ آپ آخر دم تک باقاعدگی سے جہاد میں شامل ہوتے رہے۔

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک مہم پر بھیجا اور اس کا امیر مقرر فرمایا۔ واپس آئے تو رسول کریمؐ نے دریافت فرمایا کہ مہم کیسی رہی؟ دستہ کے امیر ہونے کی ذمہ داری کے بوجھ سے انہوں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! اس کے بعد میں کبھی امیر بننا پسند نہیں کروں گا۔ (ظاہر ہے اس میں ان کی طبیعت کا انکسار بھی شامل ہوگا۔)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جن خاص اصحاب کا تعریفی رنگ میں ذکر کیا ہے ان میں حضرت مقدادؓ بھی شامل تھے۔ ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے سات وزراء (نائبین) عطا کئے ہیں۔ پھر ان سات اصحاب میں حضرت مقدادؓ کا بھی ذکر کیا۔

اسی طرح ایک اَور موقع پر فرمایا کہ چار لوگوں سے مجھے خاص محبت ہے اور ان میں مقدادؓ کا ذکر کیا۔

ایک بار فرمایا کہ جنت جن لوگوں کے لئے مشتاق ہے ان میں حضرت مقدادؓ بھی ہیں۔

حضرت مقدادؓ 33 ہجری میں جرف کے مقام پر فوت ہوئے جو مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ آپ کا جنازہ کاندھوں پر اٹھا کر مدینہ لایا گیا اور جنت البقیع میں تدفین ہوئی۔ عمر 70 برس تھی۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ یکم جولائی 2010ء میں شامل اشاعت مکرم انور ندیم علوی صاحب کی ایک نظم میں شہدائے لاہور کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔ اس نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

ہر طرف ٹوٹتی سانس کی ہچکیاں ، یہ شب و روز گویا سزا ہو گئے
نفرتوں کی وہ ظالم چلی آندھیاں ، کتنے پتے شجر سے جدا ہو گئے
تُو نے انساں بنایا کرے بندگی ، پر اجیرن ہوئی آہ یہ زندگی
بھول کر بندگی کے سبھی یہ چلن، تیرے بندے خدایا ! خدا ہو گئے
آپ کی چاہ جرم و خطا بن گئی ، ایک ظالم کی مظلوم سے ٹھن گئی
میرے خوابوں پہ بھی اب ہیں پہرے لگے، جرم ناکردہ میری خطا ہوگئے
اے نسیم سحر! ان کو جا کر بتا ، ان کی چاہت میں ذرہ بھی اختر بنا
قافلہ جاں نثاروں کا جونہی چلا، اشک پلکوں پہ آ کر دعا ہو گئے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

February 7, 2014 – February 13, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday February 7, 2014

00:10 World News
00:30 Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00 Yassarnal Quran
01:15 Inauguration of Tahir Mosque: An address delivered by Huzoor at the inauguration of Tahir Mosque in Catford, London. Recorded on February 11, 2012.
02:30 Japanese Service
03:20 Hijrat
03:55 Tarjamatul Quran Class: Recorded on March 11, 1997.
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 13
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
06:55 Inauguration of Baitul Aman: Address delivered to locals and dignitaries by Huzoor at the inauguration of Baitul Aman Mosque in Hayes, London.
08:05 Siraiki Service
08:30 Rah-E-Huda
10:05 Indonesian Service
11:05 Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
11:45 Tilawat
12:00 Quran Sab Se Acha
12:30 Dars-e-Hadith
13:00 Live Friday Sermon
14:20 Yassarnal Quran
14:35 Shotter Shondane
15:55 Islami Mahino Ka Ta'aruf: A series of programmes about Islam's lunar calendar.
16:20 Friday Sermon [R]
17:35 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:30 Live Al-Hiwar-Ul-Mubashir
20:35 Islami Mahino ka Ta'aruf
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-E-Huda

Saturday February 8, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Quran
01:05 Inauguration of Baitul Aman
02:15 Friday Sermon: Recorded on February 1, 2014.
03:20 Rah-E-Huda
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 14
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:20 Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
06:55 Atfalul Ahmadiyya UK Rally: Recorded on April 24, 2011.
08:00 International Jama'at News
08:30 Story Time: A children's programme featuring Islamic stories, teaching various aspects of religious and moral values.
08:55 Question And Answer Session: Recorded on 20 May 1995.
10:00 Indonesian Service
11:11 Friday Sermon: Recorded on February 1, 2014.
12:15 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:25 Al-Tarteel
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan
14:00 Shotter Shondhane
15:00 Spotlight
16:00 Live Rah-E-Huda: An interactive talk show answering questions about beliefs of Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
17:35 Al-Tarteel
18:05 World News
18:30 Live Al-Hiwar-Ul-Mubashir
20:30 International Jama'at News
21:00 Rah-E-Huda
22:35 Story Time
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday February 9, 2014

00:05 World News
00:25 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50 Al-Tarteel
01:25 Atfalul Ahmadiyya UK Rally
02:30 Story Time
03:10 Friday Sermon: Recorded on February 1, 2014.
04:00 Spotlight
05:00 Liqa Maal Arab: Session no. 15
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran
06:55 Huzoor's Mulaqat with Khuddam & Atfal: Recorded on November 7, 2013 in Nagoya, Japan.
07:45 Faith Matters: A contemporary and informative English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
08:45 Question And Answer Session: Recorded on January 8, 1995.
10:00 Indonesian Service
11:05 Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on February 17, 2012.
12:10 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:40 Yassarnal Quran
12:55 Friday Sermon: Recorded on January 31, 2014.
14:05 Shotter Shondhane
15:20 Huzoor's Mulaqat With Students [R]
16:10 Ashab-e-Ahmad
76:00 Kids Time: A children's program teaching various prayers, Hadith, general Islamic knowledge and arts and crafts.
17:35 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:25 Huzoor's Mulaqat with Khuddam & Atfal [R]
19:30 Real Talk
20:15 Food For Thought
21:10 Friday Sermon [R]
22:25 Question And Answer Session [R]

Monday February 10, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55 Yassarnal Quran
01:15 Huzoor's Mulaqat with Khuddam & Atfal
01:55 Food For Thought
02:30 Friday Sermon: Recorded on February 1, 2014.
03:45 Real Talk
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 16
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:05 Huzoor's Tour Of Japan: A programme documenting Huzoor's visit to Japan in 2013, including Huzoor's arrival in Tokyo.
07:30 International Jama'at News
08:05 Aadab-e-Zindagi
08:45 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
09:05 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on the November 17, 1997.
10:15 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on November 22, 2013.
11:15 Jalsa Salana Qadian Speeches
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Al-Tarteel
13:00 Friday Sermon: Recorded on April 18, 2008.
14:00 Bangla Shomprochar
15:00 Jalsa Salana Qadian Speeches
15:40 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
16:05 Rah-e-Huda
17:35 Al-Tarteel
18:05 World News
18:25 Huzoor's Tour Of Japan [R]
18:55 Medical Matters
19:30 Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
20:30 Rah-e-Huda
22:05 Friday Sermon [R]
22:55 Jalsa Salana Qadian Speeches
23:35 Aadab-e-Zindagi

Tuesday February 11, 2014

00:20 World News
00:35 Tilawat & Dars-e-Hadith
01:05 Al-Tarteel
01:35 Huzoor's Tour Of Japan
02:00 Kids Time
02:35 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
03:05 Friday Sermon: Recorded on April 18, 2008.
04:00 Aadab-e-Zindagi
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 17
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran:A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:05 Huzoor's Mulaqat With Khuddam & Atfal: Recorded on November 7, 2013 in Nagoya, Japan.
07:35 Aadab-e-Zindagi
08:15 Australian Service
08:45 Question And Answer Session: Recorded on January 8, 1995.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on February 7, 2014.
12:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Quran
13:00 Real Talk
14:00 Bangla Shrompochar
15:00 Spanish Service
15:35 Quiz General Knowledge
16:15 Seminar Seerat-un-Nabi
16:55 Aadab-e-Zindagi
17:30 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:30 Huzoor's Mulaqat With Khuddam & Atfal [R]
19:30 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on February 7, 2014.
20:30 Australian Service
21:00 From Democracy To Extremism
22:00 Quiz General Knowledge
22:45 Question And Answer Session [R]

Wednesday February 12, 2014

00:00 World News
00:15 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Quran
01:20 Huzoor's Mulaqat With Khuddam & Atfal
02:00 Seminar Seerat-un-Nabi
02:45 Quiz General Knowledge
03:30 Australian Service
04:10 Aadab-e-Zindagi
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 18
06:05 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Al-Tarteel
07:00 Jalsa Salana UK Address: Recorded on July 22, 2011.
08:00 Real Talk
09:00 Question And Answer Session: Recorded on October 21, 1995.
10:00 Indonesian Service
11:00 Swahili Service
12:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:30 Al-Tarteel
13:00 Friday Sermon: Recorded on April 18, 2008 from Ghana.
14:00 Bangla Shomprochar
15:00 Deeni-O-Fiqahi Masail
16:00 Kids Time
16:30 Faith Matters
17:30 Al-Tarteel
18:00 World News
18:30 Jalsa Salana UK Address [R]
19:30 Real Talk
20:30 Deeni-O-Fiqahi Masail
21:00 Kids Time
22:00 Friday Sermon [R]
23:00 Intikhab-e-Sukhan

Thursday February 13, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50 Al-Tarteel
01:30 Jalsa Salana UK Address
02:30 Deeni-O-Fiqahi Masail
03:00 Quranic Archeology
04:00 Faith Matters
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 19
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:40 Yassarnal Quran
07:05 Huzoor's Address In Koblenz: An address delivered by Huzoor at the Military Headquarters in Koblenz, Germany.
08:20 Beacon Of Truth
09:20 Tarjamatul Quran Class: Recorded on March 12, 1997.
10:20 Indonesian Service
11:25 Pushto Muzakarah
12:10 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:40 Yassarnal Quran
13:10 Beacon of Truth
14:10 Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on February 7, 2014.
15:15 Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
15:45 Maseer-E-Shahindgan
16:20 Tarjamatul Quran Class [R]
17:30 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:25 Huzoor's Address In Koblenz
19:40 Faith Matters
20:40 Hijrat
21:15 Tarjamatul Quran Class [R]
22:20 Yassarnal Quran
22:50 Beacon of Truth

Please note MTA2 will be showing French & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 21 | Friday 31 January , 2014 | Issue No. 05

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ جاپان 2013ء

حضور انور کے اعزاز میں منعقدہ استقبالیہ تقریب میں مختلف مذاہب اور مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے 117 مہمانوں کی شرکت۔ بعض معزز مہمانوں نے اپنے ایڈریسز میں جماعت کی خدمت انسانیت اور مذاہب کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے اور تنازعات کے خاتمہ کے لئے کلیدی کردار ادا کرنے پر خراج تحسین پیش کی۔

❁......ایک خدا کی پرستش کیلئے بنائی جانے والی ہماری مسجدوں کے دروازے تمام مذاہب کے لوگوں کیلئے ہمیشہ کھلے ہیں۔ ہماری مساجد اور ہماری تعلیمات مکمل طور پر امن، پیار اور محبت سے بھری ہوئی ہیں۔ ہم تکلیف میں مبتلا تمام لوگوں کی مدد کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہی حقیقی اسلام ہے۔

❁......احمدیہ مسلم جماعت کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے میں لوگوں کو اور دنیا کی قوموں کو مستقل خبردار کرتا رہا ہوں کہ یہ انتہائی ضروری ہے کہ ہم اس دور میں نفرت پھیلانے اور ایک دوسرے کے مابین کینوں کو ہوا دینے کی بجائے پیار اور محبت کا پیغام پھیلائیں۔ اگر ہم امن کے حقیقی سفیر نہ بنے تو دنیا میں ایک ناگہانی آفت آسکتی ہے۔ ______________ (استقبالیہ تقریب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب)

❁......جماعت احمدیہ کے امام اور ان کی تعلیمات میں دنیا کے امن کا مرکز چھپا ہوا ہے۔ جماعت احمدیہ کی خدمت انسانیت ہمارے لئے ناقابل فراموش ہے۔

❁......جماعت احمدیہ ایک امید کا پیغام اور امن اور محبت کا نام ہے۔ آج ہم نے اسلام کا ایک خوبصورت چہرہ دیکھا ہے اور اس یقین پر پہنچے ہیں کہ اگر دنیا کسی ایک ہاتھ پر جمع ہوسکتی ہے تو وہ جماعت احمدیہ کے امام کا ہاتھ ہی ہوسکتا ہے۔ ______________ (تقریب میں شامل مہمانوں کے تأثرات)

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

09 نومبر بروز ہفتہ 2013ء (حصہ دوم)

استقبالیہ تقریب

آج جماعت احمدیہ جاپان نے اسی ہوٹل Mielparque میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اعزاز میں ایک استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا تھا۔

آج کی اس اہم تقریب میں 117 مہمان شامل ہوئے جن میں کمیونسٹ پارٹی لیڈر، کانگرس مین، میئر آف ناگویا' دس صوبائی ممبران پارلیمنٹ، شنٹو ازم اور بدھ ازم کے نمائندگان، مختلف یونیورسٹیوں کے 14 پروفیسرز، 12 وکلاء، ڈاکٹرز اور دیگر مختلف اداروں اور تنظیموں اور شعبوں سے تعلق رکھنے والے مہمان شامل تھے۔

ایک عیسائی پادری اور جاپان کے دوسرے بڑے اخبار Asahi کے نمائندہ جرنلسٹ Mr. Sato بھی شامل ہوئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد سے قبل سبھی مہمان ہال میں اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے تھے۔

سوا چھ بجے جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہال میں تشریف لائے تو تمام مہمانوں نے کھڑے ہوکر حضور انور کو خوش آمدید کہا۔

آج کی اس تقریب کے پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم حافظ امجد احمد عارف صاحب نے کی اور مکرم معظم بیگ صاحب نے اس کا جاپانی زبان میں ترجمہ پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزم عمر احمد ڈار نے اس تقریب کے حوالہ سے ایک تعارفی ایڈریس جاپانی زبان میں پیش کیا۔

مہمانوں کے ایڈریسز

بعدازاں درج ذیل چار مہمانوں نے اپنے ایڈریسز پیش کئے۔

1۔Mr. Yoshiaki Shouji کمیونسٹ پارٹی لیڈر۔2۔Mr. Yoshio Lwamura جو پریذیڈنٹ NGO اور پادری ہیں۔3۔Mr. Akio Najima رکن ہائیکورٹ بار صوبہ آئی چی۔4۔Mr. Kudo Shouzo جو کانگرس مین اور سینٹ کے رکن ہیں۔

☆......**سب سے پہلے Mr.Yoshiaki Shouji نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ موصوف کمیونسٹ پارٹی کے لیڈر اور اِشی نوما کی شہر سے ممبر پارلیمنٹ ہیں۔ یہ تقریباً 900km کا سفر طے کر کے 2011ء کے زلزلہ اور تسونامی کے متاثرہ علاقہ سے آئے تھے۔ موصوف نے کہا:** خلیفۃ المسیح کو جاپان آمد پر میں تہ دل سے خوش آمدید کہتا ہوں اور جماعت احمدیہ جاپان کی اُن خدمات پر اظہار تشکر کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں جو جماعت نے 11 مارچ 2011ء کے زلزلہ اور تسونامی کے بعد کیں۔

میں احباب جماعت احمدیہ کی خوشیوں میں شریک ہوتے ہوئے امام جماعت احمدیہ کی آمد پر خوشی اور یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے اظہار تشکر کے لئے حاضر ہوا ہوں۔

زلزلہ اور تسونامی کے فوری بعد جبکہ زلزلہ کو گذرے پندرہ منٹ ہوئے تھے اس جماعت نے فیصلہ کرلیا کہ وہ زلزلہ زدہ علاقوں میں مدد کے لئے جائیں گے۔ اگلے دن سے ہی 'سینڈائی' شہر سے اپنی خدمات کا آغاز کرتے ہوئے جماعت کے افراد ہمارے پاس پہنچے۔ دنیا کے مختلف ممالک کے افراد ہماری مدد کو پہنچے لیکن ان سب سے ممتاز ہیومنٹی فرسٹ کے والنٹیرز تھے، جن کے خلوص اور دوستانہ تعلق نے ہمارے دل جیت لئے۔

☆......**اس کے بعد Mr Yoshio Iwamura نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ موصوف 'کوبے انٹرنیشنل چرچ' کے پادری اور سربراہ ہیں۔ اس کے علاوہ ایک NGO کے چیئرمین اور جماعت کے بہت اچھے دوست ہیں۔ موصوف نے کہا:** ہم امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو جاپان میں خوش آمدید کہتے ہیں اور آپ کا خطاب سننے اور انسانیت کے لئے آپ کی طرف سے راہنمائی کے مشتاق ہیں۔

1995ء میں کوبے میں آنے والے زلزلہ کو بہت سے جاپانی بھی بھول چکے ہیں، لیکن جماعت احمدیہ کی خدمات ابھی بھی یاد کی جاتی ہیں۔ اسی طرح 2011ء کے زلزلہ اور تسونامی کے بعد جماعت کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ستمبر میں انیس احمد ندیم صاحب مبلغ انچارج جاپان نے شنٹو ازم، بدھ ازم اور عیسائیت کے نمائندوں کے ساتھ متاثرہ علاقوں کا دورہ کیا اور میں محسوس کرتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کی سوچ اور تعلیم مذاہب کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے والی اور تنازعات کے خاتمہ کے لئے کلیدی کردار ادا کرنے والی ہے۔ میں آپ کی جاپان تشریف آوری پر تہ دل سے مشکور ہوں۔

☆......**بعدازاں Mr Akio Najima جو آئی چی ہائی کورٹ بار کے رکن اور ایک سینئر اور مشہور وکیل ہیں نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ موصوف جماعت کے بہت اچھے دوست ہیں اور مسجد بیت الاحد کی رجسٹریشن کے لئے انہوں نے رضاکارانہ خدمات ادا کی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ:** جماعت احمدیہ اور جاپان کا تعلق بہت پرانا ہے۔ 1951ء میں سان فرانسسکو میں منعقد ہونے والی کانفرنس میں پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ اور جماعت احمدیہ کے ایک مخلص ممبر سر چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا کردار اور یہ فرمانا کہ "مستقبل میں جاپان دنیا کے امن اور ترقی کے لئے کردار ادا کرے گا اور جاپان سے ایک منصفانہ معاہدہ وقت کی ضرورت ہے"۔ یہ احسان جاپانی قوم کے لئے ہمیشہ یاد رکھنے والا ہے۔ اسی طرح 2011ء کے زلزلہ اور تسونامی کے بعد جماعت کی خدمات اور غیر معمولی مدد ہم سب کے لئے ناقابل فراموش ہے۔ انسانیت کے لئے جماعت کی خدمات ایک مثال ہے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اور Love For All Hatred For None کے ماٹو کو اپناتے ہوئے ایک پُرامن معاشرہ کی تشکیل اور جماعت احمدیہ جاپان کی ترقی کے لئے دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہوں۔

☆......**اس کے بعد Mr.Kudo Shouzo جو سینٹ کے رکن ہیں انہوں نے اپنے ایڈریس میں کہا:** اس زبردست تقریب میں مدعو کرنے پر شکریہ ادا کرتے ہوئے میں جماعت احمدیہ عالمگیر کے امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہتا ہوں۔ جماعت احمدیہ کے امن اور انسانیت کے لئے کردار

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں